قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم

ربیع الاول ۱۴۳۰ھ
مارچ 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۴۷ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

جلد ۱۳
شمارہ ۳

ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مناقب صحابہ واہلبیتؓ

ختم نبوت کانفرنسیں اور ہماری ذمہ داری

پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی کا وصال

قادیانیوں سے چند سوالات

جائے پیدائش سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۳ ● جلد: ۱۳

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486 14122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

وماعلینا الا البلاغ	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	3
ختم نبوت کانفرنسیں اور ہماری ذمہ داری	〃 〃	4

مقالات ومضامین

ولادت مصطفیٰ ﷺ	مولانا محمد طارق جمیل	6
مناقب صحابہؓ واہل بیتؓ	حضرت سید نفیس الحسینیؒ	13
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	خطاب	17
اعمال صالحہ کی دعوت	مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ	22
کھلا خط	مولانا زاہد الراشدی	26
مولانا ارشاد اللہ صدیقیؒ کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	28
آہ! پیر نصیر الدین گولڑویؒ	〃 〃	29
حکیم قاری محمد یونسؒ کا وصال	〃 〃	30
قاری عبدالقدوس، اللہ دتہ چانڈیو کا انتقال	ادارہ	31
حضرت مولانا تاج محمودؒ	صاحبزادہ مبشر محمود	32
جذبہ آفرین	مولانا غلام رسول دین پوری	34

ردقادیانیت

قادیانیوں سے چند سوال	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	35
مرزا قادیانی کا عظیم کارنامہ......ابدی غلامی	حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ	44

متفرقات

حیات فیضؒ	مولانا خدا بخش ملتانی	47
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	51
تبصرہ کتب	مولانا غلام رسول دین پوری	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

وما علینا الا البلاغ!

ملک میں ایک بار پھر دھماکوں نے پریشان کن صورتحال پیدا کردی ہے۔ قبائل میں جنگ کی آگ پنجاب میں منتقل ہونے لگی ہے۔ طالبان کے نام پر قبائل میں جو کچھ ہورہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ مبینہ طور پر سوات وقبائل میں طالبان قیادت کے لئے امریکہ نے جو ملا عمر تلاش کیا ہے وہ ایک ٹرک ڈرائیوران پڑھ اور کورا جاہل ہے۔ امریکہ وامریکی مفادات کے نگہبانوں نے اسے ملا عمر بنادیا ہے۔

اسلحہ وڈالروں سے اسے لیس کر کے اسلامی اداروں اور شخصیات کو ملیامیٹ کیا جارہا ہے وہاں اسلام کے نام پر دھماکے کرا کرا اسلام اور اسلام والوں کو زمانہ بھر میں رسوا اور بدنام کیا جارہا ہے۔ قبائلی جرگے اور وہاں کی قیادت سر جوڑ کر گتھی سلجھانے کے قریب ہوتے ہیں تو نیچے دھماکے، اوپر سے اسلامیان قبائل پر ڈرون حملوں کے ذریعہ اس کوشش پر پانی پھر دیتے ہیں اور مسلمانوں کی نسلوں کو مٹایا جارہا ہے۔ لڑائی صرف اتنی ہے کہ افغانستان سے امریکی انخلاء کے بعد اسے ایران وافغانستان کے قریب تر ایسی پٹی مل جائے تاکہ وہ افغانستان وایران کو یرغمال بنائے رکھے۔ اس پٹی کی تلاش میں اسے قبائل کا یہ پاکستانی علاقہ موزوں نظر آیا۔ وہاں سے دین اور دین والوں کو چن چن کر مٹایا جارہا ہے۔ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود دینی قیادت کے لئے کچھ کردار کرنا ان کے بس میں نہیں رہا اور سیاسی پاکستانی قیادت وہ اس کھیل میں امریکہ کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

اب اس جنگ کو پنجاب میں منتقل کیا جارہا ہے۔ ڈیرہ غازیخان، میانوالی میں یہ ڈرامہ کامیابی سے ہمکنار ہوگیا ہے۔ باقی پنجاب کی باری کب آتی ہے آنے والے وقت میں سب کچھ سامنے آنے والا ہے۔ یہاں وہ بم دھماکے، وہی آپریشن، وہی گرفتاریاں، وہی کوچہ وبازار میں خون ریزی کا کھیل کھیلا جانے والا ہے۔ ہماری شیعہ، سنی ذمہ دار قیادت نے ڈیرہ غازیخان کے بم دھماکہ کو شیعہ، سنی تنازعہ تسلیم کرنے سے انکار کردیا ہے۔ وہ اسی نظر سے اس کیس کو دیکھ رہے ہیں۔ جس کا اوپر کی سطور میں اشارہ کیا گیا ہے۔ آنے والا وقت کتنا اذیت ناک ہوگا؟ ضرورت ہے کہ پھر سے ملی یکجہتی کونسل یا ایم، ایم، اے یا اس جیسا کوئی اور پلیٹ فارم پھر متحرک ہوکر ابھی سے اس صورتحال کا تدارک کرے۔

وطن، اسلام، مسلمان، نسل کو بچانا اس وقت اتنا ازبس ہے کہ اس سے پہلے شاید کبھی نہ تھا۔ ہماری دینی قیادت، تنظیمات مدارس دینیہ اور ایم، ایم، اے میں شامل دین وسیاسی قیادت اس فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے نئی منصوبہ بندی کریں۔ ورنہ شاید...... وما علینا الا البلاغ!

ختم نبوت کانفرنسیں اور ہماری ذمہ داری

اللہ رب العزت کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ اس گئے گذرے دور میں بھی اس نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حق کا دیپ جلائے رکھنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔ معروف زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے بعد کے دور کا جائزہ لیا جائے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر، علماء کرام کی شب و روز کی مسلسل جدوجہد اور پوری امت کی انتھک محنت کے نتیجہ میں ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک نے بھی عوامی سطح پر قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرنے میں خاصہ کردار ادا کیا۔ وہ ایک بھرپور جدوجہد ضرور تھی لیکن صرف کراچی، کوئٹہ، اسلام آباد، لاہور، سیالکوٹ، پشاور، فیصل آباد ایسے بڑے شہروں تک محدود رہی۔ بھرپور عوامی تحریک جس سے کراچی سے خیبر تک پورا ملک جاگ اٹھا۔ بلاشبہ وہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت تھی۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تو قادیانی جماعت پس پردہ چلی گئی اور اندرون خانہ اس نے جال بچھانے شروع کر دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ کانفرنسوں، عدالتوں، پارلیمنٹ سے بہت سی کامیابیاں امت کو اللہ تعالیٰ نے نصیب کیں۔ قادیانی چیف گرو ولا ٹپا دری کو پاکستان سے فرار ہونا پڑا۔ ان کو اپنا ہیڈ کوارٹر پاکستان سے برطانیہ منتقل کرنا پڑا۔

اگر جائزہ لیا جائے تو ۱۹۷۴ء سے قبل تمام تر دینی قیادت، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا دوست محمد قریشیؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالقادر روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، سید مظفر علی شمسیؒ، چوہدری غلام جیلانیؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا سید عطاء المنعم بخاریؒ، نوابزادہ نصراللہ خانؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا خواجہ قمرالدین سیالویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور ان جیسے دیگر تمام مکاتب فکر کے قابل احترام تمام رہنماء، علماء، مشائخؒ کی خطابت کا آخری بند عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہوتا تھا اور تمام مساجد و منابر اور سٹیج قادیانیت کے کفریہ عقائد کے خلاف اپنے فرض کی ادائیگی میں کماحقہ نمایاں کردار ادا کرتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد بھٹو مرحوم کے آخری دور میں تحریک نظام مصطفیٰ پھر ضیاء مرحوم کے دور میں تحریک ایم۔آر۔ڈی، ایم کیو ایم، تحریک افغانستان، شیعہ، سنی ایسے مسائل نے ملک کو ایسے گھیرا کہ عقیدہ ختم نبوت کے متعلق امت مسلمہ کی جو جولانی یا بانکپن تھا وہ دوسرے مسائل کی نظر ہوا۔ منکرین ختم نبوت پس پردہ چلے گئے۔ ہر چند کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی جدوجہد کو جاری رکھا۔ لیکن دوسرے مسائل نے ایسی گھمبیر اور مہیب شکل اختیار کی کہ قادیانی ارتدادی ٹولہ کی اندرون خانہ سازش و چال عوامی خطابت کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

گذشتہ چند سالوں سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنی بساط کے مطابق مارچ، اپریل، مئی میں پورے ملک میں اپنے طور پر کامیاب کانفرنسوں کا نظم خوبصورتی سے نبھایا۔ لیکن جو نسل ۱۹۷۴ء کی تحریک کے وقت دس سال کی تھی اس نے ۲۰۰۹ء تک عوامی سطح پر قادیانیوں کے متعلق عوامی جلسوں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، گھن و گرج کو نہ سنا۔ وہ نسل اس

وقت چالیس سے پینتالیس سال کے پیٹے میں ہے۔اس نسل کو سرے سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی کفر کی مضرت کا کما حقہ علم ہی نہیں وہ نہیں جانتے کہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار کے کیا نقصانات ہیں اور اس سے امت مسلمہ کی وحدت کس طرح پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔یا قادیانی کس طرح امت مسلمہ کی وحدت کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔ضرورت تھی کہ اپنی نئی نسل کو عقیدہ ختم نبوت سے عوامی سطح پر دلائل سے شناسا کر دیا جائے تاکہ امت مرحومہ کا چودہ سو سالہ تعامل پندرھویں صدی سے بھی جڑا رہے۔اس ضرورت کو محسوس کر کے ۲۰۰۸ء میں سرگودھا میں بہت بڑی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔اس کے نتائج ۲۰۰۸ء کی چناب نگر کی سالانہ کانفرنس میں آنکھوں کے سامنے آئے کہ اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ گذشتہ ربع صدی کے تمام اجتماعات سے زیادہ کامیاب رہا۔چنانچہ امسال ۲۰۰۹ء بھی گذشتہ سالوں کی طرح فروری،مارچ،اپریل میں کانفرنسوں کا ذیل کی تاریخوں میں منعقد کرنے کا پہلا مرحلہ شروع کیا ہے۔

۲۸/فروری تا ۳/مارچ	کراچی	۴/مارچ	پنوں عاقل
۵/مارچ	محراب پور	۶/مارچ	نواب شاہ
۷/مارچ	بھریا روڈ	۸/مارچ	گھوٹکی
۱۰/مارچ	وہاڑی	۱۲/مارچ	علماء کنونشن سرگودھا
۱۵/مارچ	جابہ ضلع خوشاب	۱۸/مارچ	قصور
۱۹/مارچ	اوکاڑہ	۲۰/مارچ	سیالکوٹ
۲۵/مارچ	خانیوال	۲۶/مارچ	بہاول پور
۲۷/مارچ	ملتان	۲۹/مارچ	رحیم یار خان
۳/اپریل	جھنگ	۵/اپریل	فیصل آباد
۹/اپریل	شیخوپورہ	۱۱/اپریل	لاہور

لیکن ان کانفرنسوں میں خصوصیت کے ساتھ فیصل آباد کی ۵/اپریل کی کانفرنس دھوبی گھاٹ میں اور ۱۱/اپریل کی کانفرنس لاہور کی شاہی مسجد میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔لاہور،فیصل آباد کی تمام دینی قیادت نے اپنا فرض منصبی نبھانے کے لئے اپنی بھرپور جدوجہد کا آغاز کر دیا ہے۔مجلس کے رفقاء اور قارئین لولاک ان تمام کانفرنسوں کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی تمام تر توانیاں صرف کر دیں۔بھرپور شرکت سے ان کانفرنسوں کو مثالی طور پر کامیاب کرائیں تاکہ ایک باران تھکے ہارے پاکستان کے فرزندان اسلام کو عقیدہ ختم نبوت کی کڑی کے ساتھ جوڑ سکیں۔سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد زریں سے سید محمد یوسف بنوریؒ کی عہد ساز قیادت تک جس طرح انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ کو ایک سنہری کڑی میں پرو دیا تھا۔آج پھر اسی جذبہ کے ساتھ اس مشن اور اس عقیدہ کی اہمیت سے باخبر کرنا ضروری ہے۔تاکہ کڑی سے کڑی جوڑی رہے اور چراغ سے چراغ روشن رہے۔اللہ رب العزت ان کانفرنسوں کو اس دینی جذبہ اور نیک نیتی کے ساتھ ہمارے لئے آسان فرما دیں۔وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ السعیی منا والاتمام من اللہ تعالیٰ!

ولادت مصطفیٰ!

خطیب اسلام مولانا طارق جمیل

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له ونشهد ان لااله الاالله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله ارسله بالحق بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا ۰ صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله واصحابه اجمعين وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا ۰ امابعد! فاعوذبالله من الشيطان الرجيم ۰ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۰ وكل انسان الزمناه طائره فی عنقه ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا ۰ اقره كتابك كفىٰ بنفسك اليوم عليك حسيبا ۰ قال تعالىٰ من عمل صالحا فلنفسه ومن عصىٰ فعليها!

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آمد سے کائنات کے ذرہ ذرہ میں خوشیوں کی لہر دوڑ گئی

میرے محترم بھائیو اور دوستو! آج سے کوئی چودہ سو ستتر سال پہلے یہی دن تھا جس کو ہم پیر کہتے ہیں۔ یہی تاریخ تھی جس کو ہم بارہ کہتے ہیں۔ یہی مہینہ تھا جو کو ہم ربیع الاول کہتے ہیں کہ دنیا کا سویا ہوا نصیب جاگا تھا۔ جو آج بدقسمتی سے پھر سویا ہوا ہے۔ انسانیت کے بھاگ جاگ اٹھے۔ کائنات میں بہار آ گئی۔ انسانیت کی مردہ رگوں میں روح دوڑ گئی۔ چودہ سو ستتر سال پہلے جب ربیع الاول کی رات ائی اور وہ ڈھلنے لگی تو زمین و آسمان میں شور و غل مچ گیا اور ایسی رحمتوں کا نزول ہوا کہ ایک سمندر کی مچھلیوں نے بھاگ کر دوسرے سمندر کی مچھلیوں کو مبارک باد دی کہ آج رحمۃ اللعالمین آ گئے جو زمین کے اندر رینگنے والی کیڑیاں چیونٹیاں ان کو بھی پتہ چل گیا۔ وہ بھی ہواؤں میں اڑنے لگیں کہ آج رحمۃ اللعالمین آ گئے۔ ایران کے بادشاہ نے محل بنایا تھا۔ وہ اتنا مضبوط تھا۔ پورے کا پورا سفید پتھر سے کھڑا کیا تھا۔ جس کے چودہ بڑے برج تھے۔ کافی سارے برج تھے۔ ادھر ہمارے نبی تشریف لائے اور ادھر چودہ برج ٹوٹ کر زمین پر گر گئے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی آمد سے کفرستان میں روشنی پھیلنے لگی

ایک ہزار سال سے ایران کے بادشاہ کے دربار میں آگ جل رہی ہے۔ جو آگ کو سجدہ کرتے تھے آگ کی پوجا کرتے تھے ہزار سال ہو گیا تھا وہ آگ بجھی نہیں تھی۔ آگ اوپر جلانے کے لئے لوگ کھڑے ہو جاتے تھے۔ ادھر آپ ﷺ نے آنکھ کھولی ادھر وہ آگ ایک دم بجھ گئی۔

یہ نوشیروان کا زمانہ ہے۔ وہ حیران ہوا کہ یہ برج کیسے ٹوٹ گئے۔ اتنے میں اس کا بڑا پادری آیا کہ حضور آگ بجھ گئی۔ وہ اور زیادہ پریشان ہوا کہ آگ کیسے بجھ گئی ہے۔ یہ تو ہزار برس سے جل رہی ہے۔ کچھ ہوا ہے۔ لگتا

ہے کہ کچھ ہوا ہے۔کوئی دنیا میں واقعہ ہوا ہے یا ہو رہا ہے۔ پیر کی صبح ہے۔ مہینہ بھی اپریل کا۔ اپریل کی بائیس تاریخ تھی اور سن ۵۷۱ عیسوی تھا۔ ہمارے مہینوں کے لحاظ سے جیٹھ کا مہینہ تھا اور اس کی پہلی تاریخ تھی اور جیٹھ کی پہلی تاریخ پر تیرہ گھنٹے اور سولہ منٹ گزر چکے تھے اور بارہ ربیع الاول اور پیر کی صبح چار بج کر بیس منٹ پر اس چنیا کی بارات کا دولہا آیا۔ صبح کے چار بج کر بیس منٹ تھے اور ربیع الاول بارہ دن گزار چکا تھا۔ جیٹھ پہلی تاریخ کے تیرہ گھنٹے اور سولہ منٹ گزار چکا تھا۔ پھر اپریل کی بائیس تاریخ ۵۷۱ عیسوی، عیسیٰ علیہ السلام کا جو سن چلتا ہے اس کے لحاظ سے تھا۔ کسی کو نہیں پتہ کہ یہ یتیم جو آرہا ہے۔ آج وہ آرہا ہے جس کی وجہ سے زمین وآسمان کے نظام کو بنایا گیا

- ...... یہی ہے جس کے سبب زمین بچھی آسمان بلند ہوا۔
- ...... یہی ہے جس کے طفیل چاند تاروں کو روشنی ملی۔
- ...... یہی ہے جس کی وجہ سے لیل ونہار، دن اور رات کو گردش ملی۔
- ...... یہ نہ ہوتا تو کب یہ زمین بچھتی۔
- ...... کب آسمان بلند ہوتا۔
- ...... کب کائنات بنتی۔
- ...... کب آدم علیہ السلام ہوتا۔
- ...... کب نوح علیہ السلام ہوتا۔

یہ انہی کے طفیل سے ہوا ہے۔ یہ انہی کی برکتوں سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات میں اعلان کر دیا۔ فاطمہ بنت عبداللہ ایک عرب خاتون ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں حرم تھی۔ ادھر آپ پیدا ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ آسمان کے ستارے اتنے قریب آگئے کہ مجھے لگا کہ یہ میرے اوپر ٹوٹ پڑیں گے اور اس وقت آپ کی جو دایا تھی وہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی والدہ ہیں۔ ان کا شفا اور ایک اور خاتون مدد کے لئے تھی۔ وہ عثمانؓ بن ابی العاص کی والدہ تھیں۔ عثمان بند میں مسلمان ہوئے۔ ان کی والدہ تھیں۔ ایک تھی شفا اور ماں ہیں آمنہ۔ ذرا ناموں میں غور کرنا۔ دایہ کا نام شفا۔ ساری دنیا کی آپ ﷺ شفا بن کر آئے۔ ماں کا نام ہے آمنہ۔ آپ ﷺ ساری دنیا کو امن دینے آرہے ہیں۔ دودھ پلانے والی کا نام ہے حلیمہ۔ آپ ﷺ ساری دنیا کو اخلاق بانٹنے آرہے ہیں۔ حلیمہ حلم سے ہے۔ حلم اخلاق کو کہتے ہیں۔ باپ کا نام ہے عبداللہ۔ تو آپ ساری کائنات کو اللہ کا بندہ بنانے آرہے ہیں۔ تو اللہ نے یہ نام بھی چن کر رکھے۔ باپ عبداللہ۔ عبدیت میں خمیر بنا۔ ماں آمنہ۔ امن کے پیٹ میں وجود بنا۔ دایا حلیمہ۔ اخلاق کی چھاتیوں سے دودھ بنا۔ اور دایا جو بچے کی ولادت کے وقت شفا ہے۔ وہ کائنات کے لئے شفا بن کر آیا۔ ساری دنیا کے انسانوں کو زندگی کا مقصد بتانے آیا۔ دنیا کو پتہ نہیں تھا۔ ہم کیوں آئے ہیں۔ انسان اور جانور برابر تھا۔ انسان نے بھی ادھر منہ مارا۔ جانور نے بھی ادھر منہ مارا۔ انسان نے اس کو پھاڑ کر قتل کیا۔ جانور نے اس بکری کو اٹھایا۔ انسان نے اس بکری کو اٹھایا۔ تو انسان اور جانور برابر ہو چکے تھے۔ کسی کو پتہ نہیں تھا کہ انسانیت کسے کہتے ہیں۔

☆...... اللہ بھی کوئی ذات ہے کوئی جانتا نہیں تھا۔
☆...... کوئی جانتا نہیں تھا کہ موت کے بعد کوئی حساب کتاب ہے۔
☆...... کوئی جانتا نہیں تھا کہ جنت بھی ہے۔ دوزخ بھی ہے۔
☆...... کوئی جانتا نہیں تھا کہ موت کے بعد ایک زندگی ہے۔
☆...... یہ آج سے پونے پندرہ سو سال پہلے ایک انسانیت کے، ہمارے اور پوری دنیا کے بھاگ جاگ اٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ میں اپنے محبوب ﷺ کو بھیج رہا ہوں۔

پاک عورتیں پاک ہستی کے استقبال کو آ رہی ہیں

اور حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ چند خوبصورت لمبے قد کی عورتیں کمرے میں نمودار ہوگئیں۔ میں نے دیکھا، میں حیران۔ میں نے پوچھا کون ہو تم تو ایک نے کہا میں عیسیٰ علیہ السلام کی ماں مریم ہوں۔ دوسری نے کہا میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں اور ساتھ یہ جنت کی حوریں ہیں جو اس پاک ہستی کے استقبال کو آ رہی ہیں۔ پیدا ہونے میں یتیم۔ گھر فقر تھا۔ نسب یتیمی کا۔ ملک صحرا کا اور دنیا میں شور مچ رہا ہے کوئی آ گیا۔ کوئی آ گیا۔

آپ ﷺ کی آنت ماں کی آنت سے پہلے کٹی ہوئی تھی

جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو دایہ نے ہاتھوں پر لیا تو حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ بچے کے اوپر تو عام طور پر الائش ہوتا ہے۔ جب ہمارے نبی ﷺ باہر آئے تو غسل کر کے باہر آئے۔ ایک ذرہ جسم کا کوئی داغ نہ تھا۔ ادھر کی الائش کا۔ پھر کیا ہوتا ہے کہ جب بچہ باہر آتا ہے تو اس کی ناف اور ماں کی آنت آپس میں ملی ہوئی ہوتی ہے پھر اس کو کاٹتے ہیں۔ جب ہمارے نبی ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ناف ماں کی آنت سے پہلے کٹی ہوئی تھی۔ باہر نہیں کاٹنا پڑا۔ جب بچے کو باہر لاتے ہیں تو اس کا ختنہ ہوتا ہے۔ آٹھویں دن، مہینے بعد، سال بعد۔ ہمارے نبی ﷺ باہر آئے تو دایا نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا ختنہ ماں کے پیٹ سے ہو کر آیا ہوا تھا۔ رحمۃ اللعالمین نے آتے ہی سر سجدہ میں رکھ دیا۔ پھر انہوں نے بچے کو لٹایا تو بچے کو پتہ نہیں ہوتا کہ میں کیا ہوں۔ میں کون ہوں؟۔ بے سدھ ہوتا ہے۔ جوں ہی لٹایا تو آپ ﷺ نے پہلو بدلا اور سیدھا سجدے میں سر رکھ دیا۔ اور سجدے میں سر رکھ کر آپ ﷺ نے جب یوں سر اٹھایا تو حضرت آمنہؓ پر سارا جہان روشن ہو گیا۔ یوں لگا جیسے سورج چمک اٹھا اور حضرت آمنہؓ نے ایران، شام، یمن ساری دنیا کے بادشاہوں کے تخت و تاج گرتے ہوئے دیکھے اور ایک آواز آئی۔ برکتوں والا آ گیا۔ برکتوں والا آ گیا۔

اس نبی ﷺ کا حکم آسمان و زمین میں گونج کر رہے گا

ادھر کیا ہوا کہ دنیا میں جتنے بادشاہوں کے تخت تھے وہ ایک دم الٹے ہو کر گر گئے۔ جتنے بت پڑے تھے وہ سیدھے سجدے میں جا گرے اور جتنے بادشاہ جو اس وقت دربار لگائے بیٹھے تھے اور ان کے سروں پر تاج رکھے تھے وہ تاج اچھل کر زمین پر جا گرے۔ ساری دنیا میں ہلچل مچ گئی۔

ایران کے بادشاہ نے بڑے اپنے لاٹ پادری سے کہا پتہ کرو یہ چکر کیا ہے۔ اس نے کہا ہماری جو ریاست ہے عرب کی سرزمین۔ وہاں ایک بڑا عیسائی پادری رہتا ہے۔ اس کو آپ بلوائیں تو شیروان نے عبدالمسیح کو بلوایا۔ وہ بڑا پادری تھا۔ اس نے کہا کہ یہ میرا محل گر گیا۔ یہ آگ بجھ گئی۔ یہ چکر کیا ہے؟ پتہ کرو، وہ کہنے لگا میں بھی اتنا عالم نہیں ہوں۔ میرا ایک ماما ہے وہ شام میں رہتا ہے۔ وہ پرانی کتابوں کا عالم ہے۔ مجھے بھیجیں میں اس کے پاس جاتا ہوں۔ تو نوشیروان نے کہا کہ جاؤ پتہ کرو جا کر۔ تو یہ عبدالمسیح ایران سے چلا۔ شام پہنچا، شام سے دمشق پہنچا، تو اس کا جو ماما تھا سطیح۔ اس کا نام تھا سطیح۔ وہ پرانی کتابوں کے عالم، اور سچے مسلمان، بت پرست نہیں تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں کہتے تھے۔ اوہ آگے مرض الموت میں تھے۔ نیم بے ہوشی تھی، یہ پہنچے تو انہوں نے ہلایا کہ ماموں میں ہوں عبدالمسیح۔ تو انہوں نے آنکھ کھول کر دیکھا اور اس کے بولنے سے پہلے فرمایا۔ اس سے کچھ نہیں پوچھا۔ خود دیکھتے ہی فرمایا۔ تجھے ایران کے بادشاہ نے بھیجا ہے۔ کہ جاؤ پوچھ کر آؤ، میرے چودہ برج کیوں ٹوٹ گئے اور میری آگ کیوں بجھ گئی۔ اس لئے بھیجا ہے؟ کہا جی ہاں اس لئے بھیجا ہے۔ تو اس نے کہا کہ جاؤ ایران کے بادشاہ کو کہہ دو کہ وہ قرآن والا نبی آ گیا ہے۔ اس لئے تیرے برج ٹوٹ گئے۔ تیری آگ بجھ گئی اور سن لے جب وہ اللہ کا پیغام لے کر کھڑا ہوگا تو ایران بھی اس کے قدموں میں گرے گا اور شام بھی اس کے قدموں میں گرے گا۔ پھر نہ ایران تیرا ایران ہوگا۔ نہ شام میرا شام ہوگا۔ بلکہ اس نبی کا حکم آسمان وزمین میں گونج کر رہے گا اور جتنے تیرے برج ٹوٹے ہیں۔ اتنی تیرے بعد بادشاہ آئیں گے اور پھر تیری سلطنت ختم ہو جائے گی۔ چودہ بادشاہ آئیں گے۔

تو وہ واپس آیا۔ اس نے کہا کہ یہ انہوں نے بتایا ہے۔ تو نوشیراوان نے کہا چودہ بادشاہ، چودہ صدیاں گذر جائیں گی۔ کوئی بات نہیں بڑا زمانہ ہے۔ لیکن وہ چودہ بادشاہ صرف پچاس سال کے اندر ختم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایران کے محل پر جھنڈا لہرا دیا۔

رحمتہ اللعالمین ﷺ کی آمد سے انسانیت کے بھاگ جاگے

تو میرے بھائیو! انسانیت کے بھاگ جاگے۔ جو اتنا عظیم الشان نبی ﷺ آیا۔ ایک اور قصہ سناؤں۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پتہ چلا کہ سارا روم اکٹھا ہو رہا ہے حملے کے لئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ عراق میں لڑ رہے تھے تو انہوں نے فرمایا تم فوراً شام پہنچو۔ تو شام جانے کے دو راستے تھے۔ ایک اکیس دن کا راستہ تھا۔ ایک سات دن کا راستہ تھا۔ سات دن کے راستے میں صحرا تھا، نہ کھانا تھا نہ پانی تھا۔ اکیس دن کا راستہ عام راستہ تھا۔ جو چلتا تھا۔ تو چونکہ جلدی پہنچنا تھا تو حضرت خالدؓ نے تین ہزار ساتھیوں کو لیا اور فرمایا کہ میں یہ راستہ پار کروں گا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہمیں مرواؤ گے۔ اٹک گئے۔ غذا نہ ملی۔ پانی نہ ملا۔ تو خالد بن ولیدؓ نے فرمایا جس لشکر میں رافعؓ ہو وہ کبھی نہیں بھٹک سکتا۔ تین دن کا تو پانی ساتھ تھا۔ اس سے زیادہ اٹھانے کے تو برتن نہیں تھے۔ ہماری طرح ٹینکر تو نہیں تھے کہ پیچھے لگائے اور گاڑی چلا دی۔ مشکیزہ ہے، تین دن میں پانی ختم۔ دو دن پیاسے گزر گئے۔ دو دن ایک قطرہ پانی پینے کو نہیں ملا۔ پانچ دن، چھٹا دن آیا تو لشکر گر گیا۔ خالدؓ مروا دیا۔ کہنے لگے کبھی نہیں مر سکتے۔ رافعؓ ہمارے ساتھ

ہیں۔ کہنے لگے بلاؤ رافعؓ کو قدرتی طور پر حضرت رافعؓ کی آنکھیں خراب ہوگئیں تھیں۔ کہنے لگے رافعؓ پانی تیرے ذمہ ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ انتظام کرو۔ کہنے لگے۔ کہاں ہو۔ مجھے جگہ تو بتاؤ (Situation) کس جگہ پر ہو۔ تو انہوں نے بتایا کہ دائیں طرف یہ ہے۔ بائیں طرف یہ ہے۔ آگے یہ ہے۔ پیچھے یہ ہے۔ کیا اچھا مجھے بتاؤ تمہیں کہیں جھاڑیاں نظر آ رہی ہیں؟ دور، نزدیک، کہنے لگے ہاں وہ جھاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ کہنے لگے۔ اچھا مجھے وہاں لے چلو۔ وہاں لے گئے تو دیکھتے دیکھتے کہنے لگے۔ یہاں کھدائی کرو۔ کھدائی کی تو پانی کا چشمہ نکل کر باہر آ گیا۔ سارے لشکر کو پلایا تو خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ تمہیں پتہ کیسے تھا کہ یہاں چشمہ ہے۔ کہنے لگے کہ جب ڈاکے مارتا تھا تو پانیوں کا خیال رکھتا تھا کہ پانی کہاں مل سکتا ہے۔ تو میں وہی جگہیں تلاش میں رکھتا تھا کہ جہاں سے پانی ملتا تھا۔

رحمتہ اللعالمین ﷺ کے غلاموں کو زندگی میں جنت کی بشارتیں سنائی گئیں

میرے بھائیو! محمد مصطفیٰ ﷺ سارے عالم کے لئے ایسی زندگی لائے کہ راہزن رہبر بن گئے۔ ڈاکو، امین بن گئے، گمراہ راہ دکھانے والے بن گئے۔ بتوں کے پجاری ''رضی اللہ عنہ'' بن گئے۔ مرنے سے پہلے جن کو جنت کی بشارتیں مل گئیں۔ یہ صرف واحد نبی ہے۔ جس کے غلاموں کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارتیں سنا دی گئیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میرا ایک ساتھی ہے جو جنت کے دروازے پر آئے گا تو دروازہ کہے گا کہ: ''مرحبا، مرحبا'' تو سلمان فارسیؓ کہنے لگے وہ کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ ہے۔ جس کو جنت کیا آٹھوں دروازے ''مرحبا، مرحبا'' کہیں گے۔ (ترمذی ج۲ ص۲۰۸، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی عن ابی ہریرہؓ)

تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک محل دیکھا جنت میں بڑا حسین ہے۔ میں نے پوچھا کس کا ہے؟ مجھے کہا گیا ایک قریشی کا ہے۔ میں سمجھا میں قریشی ہوں۔ یہ میرا ہی ہوگا۔ جب جا کر دیکھنے لگا تو مجھے فرشتے نے کہا کہ آپ ﷺ کے غلام عمر بن خطابؓ کا ہے۔ (ترمذی ج۲ ص۲۰۹)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: عثمانؓ جنت میں ہر نبی کا ایک رفیق ہے۔ میرا تو رفیق ہے۔ (ترمذی ج۲ ص۲۱۰، عن طلحہ بن عبداللہ، مسند ابی یعلی ج۱ ص۲۸۵)

پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر یوں اپنے قریب کر لیا۔ فرمایا: علیؓ تجھے بشارت ہو۔ تجھے جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔ تو حضرت علیؓ رونے لگے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ ﷺ بس میرا گھر پورا ہوگیا۔ (ترمذی ج۲ ص۲۱۲)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں ہر نبی کا ایک خادم ہوتا ہے۔ سفراً بڑے لوگ چلتے ہیں۔ تو نوکر ساتھ چلتا ہے۔ تو فرمایا ہر نبی کے ساتھ ایک چلے گا۔ میرے ساتھ دو چلیں گے۔ ایک طلحہؓ ہوگا ایک زبیرؓ ہوگا۔ دنیا میں ہی جنت کی بشارت۔ (عن عقبۃ بن علقمۃ ترمذی ج۲ ص۲۱۵)

آپ ﷺ نے فرمایا: بلالؓ کیا بات ہے۔ جب بھی جنت میں جاتا ہوں تیرے قدموں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنتا ہوں۔ (کنز العمال ج۱۳ ص۱۳۴)

آپ ﷺ جنت میں گئے تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون تلاوت کر رہا ہے؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا غلام حارثہ بن نعمانؓ ہے۔ جس کی تلاوت جنت میں گونج رہی ہے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ یہ مقام کیسے مل گیا؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ! ماں کا بڑا خدمت گزار تھا۔ ماں کی دعاؤں نے جنت میں اس کی گونج کو زندہ کر دیا۔ جنت گونج اٹھی اس کی تلاوت سے۔ ماں کی دعاء انسان کو یہاں تک پہنچا دیتی ہے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی وجہ سے کائنات کے سارے انسانوں کو زندگی گزارنے کا سلیقہ ملا

تو اللہ پاک نے ہمیں پاکیزہ نبی دیا ہے۔ بھائیو! اس کی مبارک زندگی کو اپنا کر چلنا یہ ہماری آپ کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کو محفوظ رکھا ہے باقی رکھا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی گم نہیں ہوئی۔ ابھی تو چودہ سو چوبیس سال لیکن آپ ﷺ کی پیدائش سے آپ ﷺ ۱۴۷۷ سال، آپ ﷺ ۵۷۱ عیسوی میں پیدا ہوئے تو ہجری کا سال شروع ہوتا ہے۔ ہجرت سے، پیچھے ۵۳ سال اس میں اور جمع کریں تو ۱۴۲۴ھ میں ۵۳ سال اور جمع کریں تو بارہ ربیع الاوّل کا دن بنتا ہے۔ جب کائنات میں بہار آئی اور ساری کائنات کے انسانوں کو زندگی گزارنے کا سلیقہ ملا۔ جس دن آپ ﷺ پیدا ہوئے۔

ہائے! ہائے! آج نبوت یہودیوں سے نکل گئی ہے

ایک یہودی آیا ہوا تھا مکہ میں تجارتی مال لے کر۔ وہ کہنے لگا صبح صبح حرم میں قریشو! آج کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ تو لوگوں نے کہا ہاں ہوا ہے۔ کہنے لگے اسکا باپ زندہ ہے۔ ہاں زندہ ہے۔ کہنے لگا نہیں کوئی ایسا بچہ بتاؤ! جس کا باپ مر چکا ہو اور وہ آج پیدا ہوا ہو تو انہوں نے کہا عبدالمطلب کا پوتا پیدا ہوا ہے۔ کہنے لگا مجھے دکھاؤ تو گھر گیا۔ دروازے پر کھڑا ہوا۔ ہمارے نبی ﷺ کو باہر لایا گیا۔ یوں اس نے دیکھا کہا ہائے! ہائے! آج نبوت یہودیوں سے نکل گئی۔ اے لوگو! یہ ہے دو جہاں کا سردار۔ جس کا دنیا کو انتظار تھا۔ یہ ہے۔ جس کی وجہ سے کائنات سج گئی ہے۔ اس کا نام ایک دن آئے گا۔ مشرق و مغرب میں چمک کر رہے گا۔ (مستدرک حاکم بحوالہ سیرت النبیؐ ج ۳ ص ۴۴۷، مطبوعہ الفیصل لاہور، فتح الباری ج ۶ ص ۴۲۵، سیرت مصطفیٰ ج ۱ ص ۵۵)

یہ آخری نبی ہیں جس کا ساری کائنات کو انتظار ہے

چار سال کی عمر تھی جب آپ ﷺ اماں حلیمہ کے ساتھ بکریاں چرا رہے ہیں تو عیسائی گزرے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخ ڈوریں بڑے حسین ہوتے تھے۔ جیسے وہاں کسی نے لکیریں لگا دی ہوں۔ چیک کرتے ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو دیکھا۔ تو اماں حلیمہ سے کہنے لگے۔ اس بچے کی آنکھوں میں یہ ڈوریں ابھی سے ہیں یا شروع سے ہیں؟ انہوں نے کہا شروع سے ہیں۔ انہوں نے ایک دم کمر سے کپڑا اٹھایا تو مہر نبوت کو دیکھا۔ تو کہنے لگے خاتون تجھے مبارک ہو۔ یہ بچہ ہے۔ جس کا ساری دنیا انتظار کر رہی ہے۔ یہ آخری نبی ہے۔ جس کا ساری کائنات کو انتظار ہے۔ کہنے لگے تم یہ ہمیں دے دو۔ ہم اسے اپنے دیس لے جائیں۔

اس کی بڑی پرورش کریں گے۔ بہت اس کو پالیں گے۔ نہ بھئی نہ یہ میرے پاس امانت ہے۔ میں نہیں دے سکتی۔

بر و بحر آپ ﷺ کی غلامی میں ہے

اس چھوٹی عمر سے اور پیچھے چلے جائیں حضرت کے چچا عباس کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں نے تو بچپن میں دیکھ لیا تھا کہ آپ ﷺ کی شان بڑی اونچی ہوگی۔ آپ نے کیسے دیکھ لیا تھا۔ کہا ایک دفعہ آپ ﷺ چھوٹے معصوم چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ بچہ لیٹے لیٹے ہاتھ مارتا ہے۔ کبھی پاؤں۔ کبھی ہاتھ۔ ایسے کرتا ہے کبھی ایسے کرتا ہے۔ تو کہنے لگے اوپر چودھویں کا چاند تھا۔ تو آپ ﷺ جب ہاتھ یوں کرتے تو چاند یوں ہو جاتا۔ جب آپ ﷺ یوں کرتے تو چاند یوں ہو جاتا۔ جدھر آپ ﷺ کے ہاتھ کی حرکت ہوتی تھی چاند ادھر ہو جاتا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا چکر ہے۔ اس بچے کی حرکت سے چاند کیوں حرکت کر رہا ہے۔ مجھے اس وقت تو سمجھ نہیں آیا۔ اب سمجھ میں آ گیا کہ بحر و بر آپ ﷺ کی غلامی میں ہیں۔ چاند تو چھوٹی سی مخلوق ہے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بتاؤں کیا بات تھی۔ چاند مجھے کہانیاں سناتا تھا۔ لوریاں سناتا تھا اور مجھے رونے سے روکے رکھتا تھا۔ جس کو چاند آ کر لوریاں سنائے وہ کتنے اونچے مقام والا ہوگا۔ حسب، نسب ہر چیز میں سب سے اعلیٰ، بلند، حسن ایسا بخشا اماں عائشہؓ فرماتی ہیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر تو عورتوں نے ہاتھ کاٹ لئے تھے میرے محبوب کو دیکھتیں تو سینے پر چھریاں مار بیٹھتیں۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے

جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں۔ چودھویں کا چاند تھا اور ہمارے نبی ﷺ مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھے تھے۔ سرخ دھاری دار چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ کبھی میں چاند کو دیکھتا۔ کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا تو آپ ﷺ کا حسن چاند کے حسن کو شرما رہا تھا۔ کامل اکمل نمونہ بنا کر بھیجا۔

حسب نسب سب سے اعلیٰ نسب بنایا۔ ساری دنیا میں سے آدم کو چھانٹا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے عرب کو چھانٹا۔ عرب میں سے مضر کو چھانٹا اور ہزاروں سال کے مراحل سے نکال نکال کر پوری انسانیت میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو چھانٹ کر بنایا۔ سب سے بلند مقام بخشا۔

ابھی آدم کا پتلا بھی نہیں گوندھا تھا کہ اللہ نے میرے سر پر تاج نبوت سجا دیا تھا

حضرت ابوذرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو نبوت کب ملی تھی؟ تو بجائے یہ کہ آپ ﷺ کہتے کہ غار حرا میں ملی تھی۔ اس وقت چالیس سال اور گیارہ دن میری عمر تھی۔ جب نبوت ملی تھی آپ ﷺ نے کیا کہا؟ ابھی آدم علیہ السلام کا وجود بھی نہیں تھا جب مجھے اللہ نبی بنا چکا تھا۔ ’’آدم بین الروح والجسد ‘‘ابھی آدم علیہ السلام کا پتلا بھی نہیں گوندھا گیا تھا کہ میرا اللہ میرے سر پر تاج نبوت سجا چکا تھا۔

مناقب صحابہ واہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم!

از سید نفیس الحسینیؒ

ارشاد باری تعالیٰ:

’’والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه وأعدلهم جنات تجری تحتها الانهار خالدين فيها أبدا ۰ ذالك الفوز العظيم:التوبه‘‘

اور جو لوگ قدیم ہیں پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیچھے آئے نیکی سے۔ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے اور رکھے ہیں واسطے ان کے باغ، نیچے بہتی نہریں، رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی مراد ملنی۔ (ترجمہ: شاہ عبدالقادرؒ)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱...... ’’میرے کسی صحابی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی نہ کرو۔ کیونکہ ان کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں اس درجہ بلند ہے کہ اگر کوئی غیر صحابی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو میرے صحابی کے ایک سیر بلکہ آدھ سیر جو خیرات کرنے کے برابر بھی نہ ہوگا۔‘‘ (رواہ البخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

۲...... ’’حضور ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوں تو ان سے یوں کہہ دو کہ تمہاری اس بری حرکت پر خدا کی لعنت ہو۔‘‘ (ترمذی عن عبداللہ بن عمرؓ)

۳...... ’’سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرو۔ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد (یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا) اس کے بعد فرمایا کہ میرے صحابہ کو لعن وطعن کا نشانہ مت بناؤ۔ یاد رکھو جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا تو درحقیقت اس کو میری محبت کی بناء پر ان سے محبت ہوگی اور جو ان سے بغض رکھے گا تو درحقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض ہوگا۔ جو میرے صحابہ کو اذیت دے گا اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے حق تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے حق تعالیٰ کو اذیت دی تو اس پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔‘‘ (ترمذی عن عبداللہ بن مغفل مرفوعاً)

مناقب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱...... ’’جس نے علیؓ کی شان میں گستاخی کی تو گویا اس نے میری شان میں گستاخی کی۔‘‘ (رواہ احمد)

۲...... ’’حضرت براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خم پر پہنچے تو آپ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ

پکڑ کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں تمام مؤمنوں کے نزدیک ان کی جانوں سے بھی عزیز تر ہوں۔ سب نے تسلیم کرتے ہوئے عرض کیا بے شک ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں۔ سب نے عرض کی بے شک ایسا ہی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! میں جس کا مولیٰ بن جاؤں، علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہوں۔ اے اللہ محبت کیجئے اس شخص سے، جو علیؓ سے محبت کرے اور دشمن رکھئے اس شخص کو جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس ارشاد کے بعد عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی اور فرمایا، اے ابن ابی طالب مبارک ہو۔ اب تو آپ ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ بن گئے۔'' (رواہ احمد)

مناقب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱...... ''فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو مبغوض رکھا اس نے مجھ کو مبغوض رکھا اور جس نے اس کو ناخوش کیا اس نے مجھ کو ناخوش کیا اور جس نے اس کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی۔'' (بخاری، مسلم)

۲...... ''حضور اقدس ﷺ نے حضرت حذیفہؓ سے ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کی رات میں ایک مقدس فرشتہ زمین پر نازل ہوا جو اس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا اور حق تعالیٰ سے اجازت لے کر اس مقصد سے نازل ہوا کہ مجھ کو سلام کرے اور یہ بشارت سنائے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی اور حسنؓ و حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔'' (ترمذی)

۳...... ''ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وفات مبارک سے چند روز پہلے حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا اے فاطمہ تمہارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ تجھے جنتی عورتوں کی سردار بنایا جائے گا۔'' (بخاری، مسلم)

مناقب سیدنا حسنؓ و حسینؓ

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضرت حسنؓ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے نصف اعلیٰ میں سر تا بہ سینہ تک بہت مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ سینہ کے بعد سے قدم مبارک تک حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر سے بہت ہی مشابہت رکھتے تھے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ راوی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی گود میں حضرت حسنؓ و حسینؓ تھے اور آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں۔ اے اللہ آپ بھی ان دونوں کو اپنا محبوب بنا لیجئے اور ان لوگوں سے بھی محبت فرمائیے جو ان سے سچی محبت کریں۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی کریم ﷺ ہمارے سامنے اس طرح تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے ایک کاندھے پر حسنؓ اور دوسرے پر حسینؓ تھے۔ آپ ﷺ غایت شفقت سے کبھی ایک کو پیار کرتے

اور کبھی دوسرے کو۔اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم آپ کو تو ان دونوں بچوں سے بہت محبت معلوم ہوتی ہے۔اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’جو حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کرے گا اس نے درحقیقت مجھ سے محبت کی اور جو ان دونوں سے بغض رکھے گا وہ دراصل مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔(البدایۃ والنہایہ ص۲۰۵ ج۸)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ کو اہل بیتؓ میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے تو اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے محبوب مجھ کو حسنؓ اور حسینؓ ہیں اور بارہا آپ ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کرتے تھے:

’’میرے پاس میرے دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو بلا دو تاکہ میں ان کو محبت سے اپنے سینے سے لگاؤں اور پیار کروں۔‘‘(رواہ الترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ:’’ایک روز صبح کے وقت نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔اس شان سے کہ آپ ایک اونی منقش کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔اتنے میں حسنؓ بن علیؓ آئے گئے۔آپ ﷺ نے ان کو اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔پھر حسینؓ بھی آ گئے۔آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔پھر حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کو بھی اپنے کمبل میں داخل کر لیا۔ان کے بعد حضرت علیؓ تشریف لے آئے۔آپ ﷺ نے ان کو بھی اسی کمبل میں لے لیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

’’انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا‘‘ ترجمہ:’’اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ اے پیغمبر کے گھر والو! تم سے (معصیت و نافرمانی کی) گندگی کو دور رکھے اور تم کو (ظاہراً و باطناً عقیدۃً و عملاً و خلقاً) بالکل پاک و صاف رکھے۔‘‘(ترجمہ از تفسیر بیان القرآن)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اپنی تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

’’غرض کہ لفظ اہل بیتؓ کے دو مفہوم ہیں۔ایک ازواج، دوسرے عترت۔خصوصیت قرائن سے کسی مقام پر ایک مفہوم مراد ہوتا ہے کہیں دوسرا اور کہیں عام بھی ہو سکتا ہے۔‘‘(ص۴۸ ج۹)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مقام خم کے قریب جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں واقع ہے کھڑے ہو کر عام مسلمانوں کے سامنے خطبہ دیا۔خطبہ میں حمد وثنا کے بعد مختلف نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

’’اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔عنقریب زمانہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا پیامی آئے گا اور اس کی دعوت پر لبیک کہوں گا تو میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جاؤں گا۔ان میں پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔تم کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ لو اور اس کی حفاظت کی پوری پوری کوشش کرو۔‘‘اس کے بعد آپ ﷺ نے مختلف طریقے کتاب اللہ کی حفاظت اور اس پر عمل کرنے کی رغبت دلائی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

’’دوسری چیز میرے اہل بیتؓ ہیں۔تم خدا سے ڈرنا میرے اہل بیتؓ کے معاملہ میں .... تم اللہ سے ڈرنا میرے اہل بیتؓ کے معاملے میں (یہ جملہ آپ ﷺ نے دومرتبہ ارشاد فرمایا)‘‘ (رواہ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ جب ایک عراقی محرم نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ بحالت احرام مکھی کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟۔تو حضرت ابن عمرؓ نے ناخوش ہوکر ارشاد فرمایا: ’’اہل عراق مجھ سے بحالت احرام مکھی مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرت حسینؓ کو قتل کردیا اور یادرکھو نبی کریم ﷺ حسنؓ وحسینؓ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں دنیا میں میری خوشبوئیں ہیں۔‘‘ (رواہ البخاری)

حضرت ام فضلؓ سے مروی ہے کہ ایک روز میں حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کی گود میں ان کو بٹھلا دیا۔ آپ ﷺ ان کو گود میں لئے ہوئے تھے کہ میں پھر کسی کام میں لگ گئی۔ اچانک جب میری نگاہ نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے مسلسل آنسو بہ رہے ہیں۔ حیرت سے میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو کیوں جاری ہورہے ہیں؟۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’میرے پاس ابھی جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے اور مجھ کو مطلع کیا کہ ایک وقت آئے گا کہ میرے امتی میرے اس پیارے بیٹے کو قتل کردیں گے۔ ام فضلؓ کہتی ہیں کہ میں نے دوبارہ تعجب سے معلوم کیا کہ کیا حسینؓ ہی کے ساتھ یہ معاملہ پیش آئے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! حسینؓ ہی کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا۔‘‘ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دوپہر کے وقت خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پراگندہ بال غبار آلود تھے۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا۔ پس میں نے عرض کیا: ’’میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ کا یہ کیا حال ہے اور یہ شیشی کیسی ہے؟۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حسینؓ اور ان کے یاروں کا خون ہے۔ میں صبح سے اب تک اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت کو اچھی طرح سے یادرکھا۔ پس میں نے پایا کہ حسینؓ ٹھیک اسی وقت شہید کئے گئے۔‘‘ (رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ورواہ احمد)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت زڑہ میانہ ضلع نوشہرہ کا اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت زڑہ میانہ کے زیراہتمام ایک عیدملن پارٹی مقامی دفتر میں منعقد ہوئی۔ مقامی اراکین کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام، حفاظ عظام اور قراءٔ حضرات نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع نوشہرہ کے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد اسلم مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس کی کارروائی مقامی نائب امیر مولانا حافظ ذاکر اعظم کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ قاری محمد اسلم کا تفصیلی اور مدلل بیان ہوا۔ انہوں نے قادیانیوں کے عقائد، ارتدادی منصوبوں اور دیگر ریشہ دوانیوں پر مفصل روشنی ڈالی۔

محمد عربیؐ کی عزت بچانے کیلئے آپ کے پاس کوئی قانون ہے؟

(خطاب: مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی)

> دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۹۵۰ء لانگے خان باغ ملتان میں منعقد ہوئی۔ اس میں خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے خطاب فرمایا۔ بعد میں روزنامہ آزاد نے کانفرنس نمبر ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۰ء کو شائع کیا۔ اس سے یہ خطاب پیش خدمت ہے۔ ادارہ!

برادران ملت

آپ حضرات نے صدر مرکزیہ اور ناظم اعلیٰ کے خیالات سن لئے۔ ان حضرات نے نہایت سلجھے ہوئے اور مؤثر انداز میں جماعتی پالیسی بیان کی اور مرزائیت کی اندرونی سازشوں کو پوری طرح بے نقاب کیا۔ اب مجلس احرار کا ایک ادنیٰ رضا کار بھی اپنی چند معروضات عرض کرنا چاہتا ہے۔ امید ہے کہ آپ حضرات پوری توجہ کے ساتھ سنتے رہیں گے۔ مجلس احرار اسلام نے ہمیشہ سے اپنی تمام ترکوششیں اور مساعی ملی اور ملکی خدمات کے لئے وقف کر رکھی ہیں اور قیام پاکستان کے بعد ہم نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ملکی حالات کا بغور مطالعہ کیا۔ وقت کی نزاکت کو پہچانا کہ پاکستان ایک نوزائیدہ مملکت ہے۔ ہمیں اس کی مشکلات میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ ہمیں ایک آزاد شہری کی حیثیت سے یہاں اپنی زندگی بسر کرنا ہے۔ ہم اس ملک میں کسی قسم کی بدامنی کو گوارا نہیں کر سکتے۔ میرے بزرگو اور میرے دوستو! ہمارے اس فیصلے کو ساری دنیا نے مستحسن قرار دیا۔ پاکستان کے ایک ایک فرد نے ہمارا خیر مقدم کیا۔ مجلس کی ان سرگرمیوں کو دیکھ کر جو وہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کر رہی ہے۔ بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قاضی صاحب! آپ خواہ مخواہ کیوں مرزائیوں پر حملے کر رہے ہیں؟ اپنے مسلمان بھائیوں کی زبان سے یہ الفاظ سن کر مجھے دکھ ہوتا ہے۔

مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نالہ و فریاد نہ کر
ان سے کوئی نہیں کہتا کہ تو بیداد نہ کر

میں کہتا ہوں کہ جس طرح سورج کو حق ہے کہ وہ سیاہی اور تاریکی پر حملہ کرے۔ اسی طرح ہمیں بھی یہ حق ہے کہ فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ حق، باطل کی ریشہ دوانیوں کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔

ہماری پوزیشن

حضرات! ہماری پوزیشن اسی باطل کے مقابلے میں اوفینسو (OFENCIOE) نہیں بلکہ ڈیفنسو (DEFENCIOE) ہے۔ ہم جارحانہ اقدام نہیں کرتے۔ بلکہ ہم دشمن کے حملوں کی مدافعت میں صف آرا ہو کر کھڑے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ آوازیں جو حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کے لئے اٹھ رہی ہیں۔

انہیں آپ دنیا کے کسی گوشہ سے نہ اٹھنے دیتے۔ وہ آواز فوراً دبادی جاتی۔ جو پیغمبر آخرالزمان ﷺ کے مقابلہ میں کسی نئی نبوت وشریعت کا دعویٰ کرتی۔ اس وقت مرزائیوں کا متعفن لٹریچر پیش کرنے کو دل نہیں چاہتا کہ شریفوں کی محفل میں ایسے بداخلاق انسانوں کا لٹریچر پڑھ کر سنایا جائے۔ میں نے اپنے حالیہ دورہ میں پاکستان کے گورنر جنرل خواجہ ناظم الدین سے لے کر ایک ایک وزیر کے سامنے جب یہ لٹریچر پیش کیا تو انگشت بدنداں ہوکر رہ گئے۔ ایک کمشنر کے سامنے جب یہ مرزائیت کی لاش رکھی تو انہوں نے حیرت سے پوچھا قاضی جی! کیا یہ لٹریچر جو مرزاغلام احمد نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا ہے۔ اسے کوئی شریف آدمی پڑھ سکتا ہے؟۔ مرزاقادیانی تحریر کرتے ہیں کہ: ''قرآن مجید کی آیت محمد رسول اللہ والذین معہ میں محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں۔'' گویا یہ آیت محمد عربی ﷺ کے متعلق نہیں بلکہ میرے متعلق ہے۔ ابھی مجھ سے پہلے اس آیت کی تشریح میں حضرت مولانا محمد علی صاحب نے مفصل واقعات بیان فرمادیئے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ جب مرزائی اس آیت کو پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن محمد عربی کی طرف نہیں جاتے۔ بلکہ قادیان کی طرف جاتے ہیں۔ پھر یہ اپنی تبلیغ کے ذریعہ بھولے بھالے مسلمانوں کو ورغلا کر ان کا رشتہ مدینہ منورہ سے توڑ کر قادیان سے جوڑ رہے ہیں۔ کیا کوئی غیرت مند مسلمان یہ برداشت کرسکتا ہے کہ اپنا تعلق محمد عربی سے توڑ کر سرکاری نبی مرزاغلام احمد سے جوڑ لے؟۔ حضرات! مجھے آج مرزائیوں کی طرف سے اس قسم کے پمفلٹ ملے ہیں جن میں انہوں نے نہایت چالاکی اور دیدہ دلیری سے شعائر اسلام کی توہین کی ہے۔ سرظفر اللہ چوہدری کی وزارت پر یہ اچھل کود تم ایک وزارت پر ناز کرتے ہو۔ میں نے سلطنتوں کا حشر دیکھا ہے۔ تمہیں خبر نہیں شاید کہ دین حق کا چراغ ہوائے تند کے باوصف جلتا رہتا ہے۔ وزارتوں کے مقدر پہ ناچنے والو وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے۔ ابھی کل کا واقعہ ہے۔ نیپال ہی کو لیجئے! کل جو وزیر تھے انہیں آج اسیر ہوئے بھی دیکھا۔ کل جو امیر تھے وہ آج گداگری کر رہے ہیں۔ کہیں روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ اپنی وزارتوں کی عزت بچانے کے لئے سیفٹی ایکٹ استعمال کرنے والو! محمد عربی ﷺ کی عزت وعظمت کی حفاظت کے لئے بھی آپ کے پاس کوئی قانون ہے؟۔

بدمعاملہ

میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو مرزاغلام احمد کی نبوت ورسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ آپ نے ایک بداخلاق، بدکردار، بدافعال، بدزبان اور بدمعاملہ انسان کو محمد ربی ﷺ کے تخت پر کیوں بٹھایا ہے؟ میں نے اپنی تقریر کے دوران میں مرزاغلام احمد کو بدمعاملہ کہا ہے۔ یہ شاعرانہ گفتگو نہیں ہے۔ بلکہ ایک حقیقت ہے۔ میں بغیر دلیل اور ثبوت کے کوئی چیز عرض نہیں کروں گا۔ جہاں تک مرزاقادیانی کی بدمعاملگی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں مرزاقادیانی کی اپنی کتاب براہین احمدیہ ملاحظہ فرمایئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مرزاغلام احمد نے یہ اپیل کی تھی کہ میں حضور سرورکائنات ﷺ کی شان میں پچاس جلدوں کی ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ جس کے لئے مجھے کافی روپے کی ضرورت ہے۔ لوگوں نے سرورکائنات ﷺ کے ساتھ والہانہ عقیدت کی بناء پر کافی رقم دی۔ کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں لوگوں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ جب پچاس جلدوں کی کتاب پوری ہوگی تو اس رقم کے عوض اس کتاب کا ایک ایک مکمل حصہ ضرور دیا جائے گا۔ مرزاقادیانی نے وہ کتاب ''براہین احمدیہ'' پانچ حصوں میں لکھ کر ختم کردی۔ لوگوں

نے پچاس جلدوں کا مطالبہ کیا تو مرزا قادیانی ارشاد فرمانے لگے۔ اگرچہ میں نے پچاس جلدوں کا وعدہ کیا تھا اور اب اس کی پانچ جلدیں پوری ہوگئی ہیں۔ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نکتہ کا فرق ہے۔ اس لئے میں اپنے وعدہ میں پورا اتر آیا ہوں۔ حضرات! اس سے بڑھ کر چالاکی اور عیاری کیا ہوسکتی ہے۔ میں ملتان کلاتھ ہاؤس کے مالکوں سے پوچھتا ہوں جو ملتان میں مرزائیوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ آپ کی دوکان سے کوئی شخص پانچ سو روپے کا کپڑا خرید کرلے اور جب آپ اس کپڑے کا بل پیش کریں تو وہ بجائے پانچ سو روپے دینے کے آپ کو صرف پانچ روپے عنایت کردے۔ کیا آپ ایسے سودے کے لئے تیار ہیں۔ کیا یہ معاملہ آپ کو منظور ہے؟۔

بدزبان

میں نے اپنی تقریر کے دوران میں مرزا غلام احمد کو بدزبان کہا ہے۔ یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ مرزا کی اپنی کتاب نورالحق ص۱۲۱ پر ملاحظہ فرمائیے۔ ''جو شخص میری تحقیر کرتے ہیں۔ ان پر میری طرف سے ایک ہزار مرتبہ لعنت ہے۔'' آپ حضرات میں سے کوئی شخص اسٹیج پر آکر ملاحظہ فرمائیے۔ اس کتاب میں پورے کے پورے کئی صفحات پر سوائے لعنت، لعنت، لعنت...... کے اور کچھ نہیں لکھا۔ ایسا شخص اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں محمد ہوں۔ معاذ اللہ! کیا محمد عربی ﷺ کی مثال ایسی تھی؟ وہ رحمتہ للعالمین تھے۔ آپ پر دنیا پتھر پھینکتی۔ آپ کو گالیاں دیتی۔ آپ کو زخمی کرتی۔ لیکن آپ کی زبان مبارک سے سوائے ان کلمات کے اور کچھ سرزد نہ ہوتا۔ ''اے اللہ اگر میں اس قوم سے دکھی ہوکر ناراض اور خفا ہوکر کوئی بددعا مانگوں تو میری اس بددعا کو قبول نہ فرمانا۔ اے اللہ میری قوم کو وہ سمجھ عطاء فرمادے جس سے یہ تیرے ارسال کردہ قرآن کو مان جائیں اور تیرے دین اسلام کو قبول کرلیں۔'' قربان جاؤں ایسی پاکیزہ اخلاق والی ذات کے جس کے اخلاق وعادات کا مشرکین عرب اور کفاران مکہ بھی اعتراف کرتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک کتاب میں تحریر کرتا ہے۔ جو شخص میری صداقت کا قائل نہیں ہے تو اسے صاف سمجھ لینا چاہئے کہ وہ ''ولدالحرام'' ہے۔ (انوار الاسلام ص۳۴) میں پوچھتا ہوں کہ حضرت قائداعظم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کا اعتراف کیا؟ ہمارے وزیراعظم خان لیاقت علی خان، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں؟ آپ حضرات جو بے پناہ سمندر کی طرح میرے سامنے موجود ہیں۔ کیا آپ تمام حضرات مرزا غلام احمد کی نبوت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں؟ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ ''ولدالحرام'' کا لفظ کن حضرات کے لئے استعمال کیا ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں۔ مسلمانان عالم کو خنزیر اور کتوں کا خطاب دیا اور مسلمان عورتوں کو یہ کہا کہ وہ سب کتیاں ہیں۔ ایسا شخص اپنے آپ کو نبی اور رسول کہے؟ یہ تو دنیا میں اپنے آپ کو ایک شریف انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔

توہین رسالت

یہ تو وہ الفاظ ہیں جو مرزا غلام احمد نے مسلمانان عالم کے حق میں استعمال کئے۔ اب چند چیزیں وہ بھی عرض کئے دیتا ہوں جو مرزا قادیانی نے پیغمبر آخرالزمان ﷺ کی شان میں استعمال کئے۔ مرزا قادیانی خطبہ الہامیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ تو پہلی رات کا چاند تھے اور میں چودھویں رات کا چاند ہوں۔ اس چودھویں رات کے چاند کا اگر آپ نے فوٹو دیکھا ہو تو ملاحظہ فرمائیے۔'' اس پر قاضی صاحب نے مرزا قادیانی کا ایک فوٹو عوام الناس کے

سامنے پیش کیا۔ لوگوں نے پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے پناہ عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ختم نبوت زندہ باد اور سرکاری نبوت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔“

شعور انبیاء

مرزا غلام احمد قادیانی کے شعور کا ایک واقعہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ: ”ایک دفعہ مرزا غلام احمد کا ایک مرید آپ کے لئے گرگابی لایا اور مرزا قادیانی کے سامنے لاکر رکھ دی۔ مرزا قادیانی نے اسے بیحد پسند فرمایا اور اس جوتہ کو اسی وقت اپنے پاؤں میں ڈال لیا۔ جوتہ پہننے میں آپ نے دائیاں پاؤں بائیں جوتہ میں اور بایاں پاؤں دائیں جوتہ میں ڈال دیا۔“ (سیرت المہدی ج۲ ص۲۸) مرزا غلام کے ایسے شعور کے واقعات بہت سے ہیں۔ خوف طوالت کی وجہ سے ان کا ذکر مناسب نہیں ہے۔ ویسے آپ حضرات ان واقعات سے تو واقف ہیں کہ مرزا قادیانی چونکہ گڑ کھانے کے عادی تھے اور آپ گڑ اور پیشاب کے لئے مٹی کے ڈھیلے ایک ہی جیب میں رکھا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسے بھی ہوتا ہوگا کہ آپ گڑ کی جگہ پیشاب کا ڈھیلہ کھا لیا کرتے ہوں گے۔ کھانڈ کی جگہ چونہ پھانک لیا کرتے ہوں گے۔ اپنی واسکٹ کے بٹن لگانے لگتے تو نچلا بٹن اوپر کے سوراخ میں اور اوپر کا نچلے سوراخ میں لگایا کرتے تھے۔ واقعی دنیا کو ایسے بے شعور نبی کی بڑی ضرورت تھی۔ قاضی صاحب نے مرزائیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے بھولے ہوئے انسانو! آپ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنا رشتہ توڑ کر بے شعور انسان کے ساتھ جوڑ رہے ہو۔ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے؟ تم اپنی فکر و دانش کو کہاں کھو چکے ہو؟ حضرات! یاد رکھئے! انبیاء علیہم السلام مہد (بچپن کے دوران) میں بھی باشعور ہوتے ہیں۔ ایک ایک نبی کی زندگی کے حالات سامنے رکھئے اور پھر بچپن کے شعور کو دیکھئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہؓ واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ابھی دودھ پیتے تھے۔ اس وقت آپؐ اپنے حصے کا دودھ پیتے تھے۔ کئی دفعہ میں نے کوشش کی کہ آپ ﷺ دوسرے بھائی کے حصے کا دودھ پی لیں۔ آپ ﷺ منہ پھیر لیتے اور اگر زبردستی آپ کے منہ میں دودھ دیتی تو آپؐ منہ بند فرمالیا کرتے تھے۔ قربان جاؤں! ایسے نبی ﷺ کے جو بچپن میں بھی مساوات اور انصاف کا سبق دے رہا ہے۔

توہین الوہیت

حضرات! میں نے مختصر الفاظ میں آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے بدمعاملہ، بدزبان، بداخلاق اور بدکردار ہونے کے واقعات عرض کر دیئے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر اس کی دیدہ دلیری اور عیاری ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا: ”انت منی وانا منک “ یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ صاف لفظوں میں یوں سمجھئے اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے فرماتے ہیں کہ اے مرزا تو میری اولاد ہے اور میں تیری۔ (لا حول ولا قوۃ) اس پر ایک دفعہ ایک مرزائی نے اعتراض کیا کہ حضور ﷺ نے بھی تو حضرت علیؓ کے لئے فرمایا تھا کہ: ”انت منی وانا منک “ حالانکہ حضرت علیؓ اور حضور ﷺ کے والدین جدا جدا تھے۔ پھر آپؐ نے یہ کیوں فرمایا کہ اے علیؓ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

حضرات سیرت سے معمولی واقف انسان کو بھی یہ معلوم ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے دادا کا نام عبدالمطلب

تھا اور حضرت علیؓ کے دادا بھی وہی عبدالمطلب ہی تھے۔ تو گویا حضورﷺ اور حضرت علیؓ دونوں ایک ہی دادا کے پوتے ہوئے۔ اب اس میں کیا اشکال باقی رہ جاتا ہے۔ دونوں ایک ہی خون کے رشتے ہوئے۔ ایک دوسرے مقام پر مرزا قادیانی اپنے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ: ’’رائیتنی فی المنام انی عین اللّٰہ فتیقنت بہ ثم خلقت السمٰوٰت والارض ‘‘یعنی میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ پھر میں نے یقین کر لیا کہ واقعی میں خدا ہی ہوں۔ پھر میں نے زمین اور آسمان پیدا کئے۔ (استغفراللہ) اندازہ فرمائیے کہ یہ کس انسان نے جرأت کی ہے۔ یہ تو اپنے متعلق تھا۔ اب مرزا بشیرالدین محمود کی بابت بھی سنئے۔ ’’جب مرزا محمود پیدا ہوا تو اس کی مثال یوں ہے۔ کأن اللّٰہ نزل من السماء جیسے اللہ تعالیٰ آسمان سے اترے ہیں۔‘‘ ایک مرزائی نے اعتراض کیا کہ اجی قاضی صاحب! مرزا نے یہ تو اپنا ایک خواب بیان کیا ہے کہ میں خواب میں خدا بن گیا تھا۔ میں ایسے عیار اور دھوکہ باز انسان سے پوچھتا ہوں کہ یہ الہامات جو کتابی شکل میں شائع ہوئے ہیں یہ بھی سارا معاملہ خواب کی حالت میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔ وہ پریس کون سا تھا جو خواب میں چلتا رہا اور کتابیں تیار ہوتی رہیں۔ یاد رکھئے! خداوند قدیر سے لے کر تمام انبیاء اور اولیاء کی توہین اور ان کی مقدس اور پاکیزہ زندگی کو داغدار کرنے کے لئے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے بداخلاق، بدمعاملہ، عیار اور دھوکہ باز انسان کو تیار کیا۔ اگر یہ شخص صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس قسم کی توہین و حرکات کرتا تو اسے یک قلم ختم کر دیا جاتا۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر ایسا شخص ہے جس نے حقانیت اسلام کو نیست و نابود کیا ہو؟۔

حرف آخر

حضرت قاضی صاحب نے ولولہ انگیز لہجہ میں فرمایا کہ: ’’آپ حضرات پورے ہوش اور پوری ذمہ داری سے جواب دیں۔ کیا ایسے دشمنان اسلام، ملک وملت گروہ کا استیصال ضروری ہے یا نہیں؟‘‘ ہم مرزائیوں کو اسلام اور پاکستان کا سب سے بڑا دشمن خیال کرتے ہیں اور اس کے استیصال کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حاضرین نے جوش آمیز لہجہ میں جواب دیا خدا آپ کو کامیابی دے۔ قاضی صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ: ’’ہم نے اپنے تاریخی فیصلہ میں کہا تھا کہ ہمیں یہ کام وقت کے اہم مقتضیات کے تحت کرنا ہے اور اگر اس کام کو ملک کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ سنبھال لے تو ہم احرار کا بورڈ اتار دینے کے لئے تیار ہیں۔‘‘ آپ نے حکومت کو وارننگ دیتے ہوئے فرمایا کہ: ’’پچھلے دنوں راولپنڈی اور اوکاڑہ میں دو آدمی کسی گھریلو مناقشات کی وجہ سے قتل ہو گئے تھے تو مرزائیوں نے سارے ملک میں شور مچانا شروع کر دیا کہ ان دونوں کا قتل میں دراصل مجلس احرار کا ہاتھ ہے۔ آج یہاں جلسہ گاہ میں ایک مرزائی جو پوسٹ آفس ملتان کا ایک ملازم ہے۔ مرزائی لٹریچر اور اشتہارات تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا۔ احرار رضاکاروں نے اسے کچھ نہیں کہا اور اسے نہایت پرامن طریقہ سے مقامی پولیس کے سپرد کر دیا۔‘‘ حضرات! اب آپ فرمائیے! یہ پیش قدمی کس کی جانب سے ہے۔ اگر یہاں کوئی مسلمان مشتعل ہو کر اسے مارپٹائی کر دیتا تو ذمہ داری کس پر عائد ہوتی۔ وہ کس بل بوتے پر مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع میں گمراہ کن لٹریچر تقسیم کرنے کی جرأت کرتے ہیں؟۔ دراصل مرزائی اپنی خطرناک سازشوں سے اسلام اور پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے تمام مسلمانوں اور حکومت کو ان کی ریشہ دوانیوں سے باخبر رہنا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ!

اعمال صالحہ کی دعوت!

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو رفعت اور عزت دی۔ حکومت اور دولت سے نوازا۔ عرب وعجم کو ان کے تابع کر دیا۔ لیکن انہوں نے قدر دانی نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گناہوں میں خرچ کیا۔ فرائض وواجبات ترک کئے۔ تن آسانی اور نفسانی لذتوں اور شہوتوں میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی اتباع چھوڑ دی۔ خلفائے راشدینؓ کے طور وطریق سے دور ہوگئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے گرفت فرمائی۔ حکومتیں چھین لیں۔ گناہوں کی وجہ سے مصیبتوں میں مبتلا کر دیا۔ مسلمان غور کریں کہ ان کی حکومتیں کہاں کہاں تھیں۔ کیا قرطبہ کی جامع مسجد آواز نہیں دے رہی ہے کہ مجھے دشمنوں سے چھڑاؤ؟ کیا دہلی کی جامع مسجد اور لال قلعہ تمہیں نہیں پکار رہے ہیں کہ تم نے ہمیں کس شان سے بنایا تھا اور اب ہم کس کے زیر اقتدار ہیں؟ کیا اجودھیا کی مسجد تم سے سوال نہیں کرتی جو بابر کے نام سے موسوم ہے کہ مسلمانو! تم نے مجھے بے یار ومددگار کیوں چھوڑا۔ بت کے پوجنے والوں کو مجھ پر کیوں مسلط ہونے دیا؟۔

اہل شرک، اہل توحید پر غالب ہوجائیں جو کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ یہ بظاہر بڑے تعجب کی بات ہے۔ لیکن قرآنی قانون سامنے رکھ کر سوچا جائے تو کچھ بھی تعجب نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بڑھ جاتی ہے تو لوگ بہت سی مصیبتوں میں گرفتار ہوجاتے ہیں (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں پر دشمن مسلط کر دیئے جاتے ہیں)

بعض لوگوں کے سامنے یہ مضامین پیش کئے جاتے ہیں تو وہ ان کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہم پر مصیبت آئی ہے تو کیا وجہ ہے کہ فلاں ملک اور فلاں جگہ کے لوگوں پر وہ مصیبت کیوں نہ آئی جو ہم پر پہنچی۔ وہ بھی تو ہمارے ہی جیسے گنہگار ہیں؟۔ یہ بالکل فضول سوال ہے۔ بھلا کیا یہ ضروری ہے کہ سب پر اور سب جگہ بیک وقت مصیبت آئے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ سب ایک ہی قسم کے مصائب میں مبتلا ہوں۔ وقتاً فوقتاً اور نوبت بہ نوبت ہر ملک اور ہر علاقے میں انفرادی واجتماعی مصیبتیں آتی رہتی ہیں جو متنوع اور مختلف ہوتی ہیں اور بعض مرتبہ کئی ممالک بیک وقت کسی ایک ہی مصیبت میں گھیر دیئے جاتے ہیں۔ زلزلے آنا، سیلاب سے تباہ ہونا، بارش بالکل نہ ہونا یا بہت زیادہ ہوجانا، ٹڈی دل کے حملوں سے کھیتوں کا اجڑ جانا، بادوباراں کا طوفان آجانا، ریلوں کا ٹکرا جانا، ہوائی جہازوں کا گرنا، حکومتوں کا زیروزبر ہونا، وبائی امراض، ہیضہ، طاعون، چیچک، انفلوئنزا، ملیریا وغیرہ کا پھیلنا، یہ سب ایسی مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں جو تمام ملکوں میں پیش آتی رہتی ہیں۔

کسی کے ذہن میں شاید یہ وسوسہ آجائے کہ ظاہری اسباب کو ترک کرنے کا مشورہ دیا جارہا ہے۔ ایسا سمجھنا غلط ہے۔ دفع مصائب کے لئے حدود شریعت میں رہتے ہوئے اسباب ظاہرہ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بعض مواقع میں فرض کے درجے میں ہوجاتا ہے۔ تدابیر تو سبھی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ سب سے بڑی تدبیر احکام خداوندی کا پابند ہونے اور اس کی نافرمانیوں کو چھوڑنے سے باز رہنے میں ہے۔ اس لئے

ظاہری تدبیریں ناکام ہوجاتی ہیں اور اگر کسی صورت سے کامیابی ہوئی تو دوسری کوئی مصیبت سامنے آجاتی ہے۔

افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں پر امن وچین اور خیر وبرکت کا مدار رکھا ہے ان کے متعلق ہمارے تصور میں بھی یہ نہیں آتا کہ ان کو اختیار کریں۔ دنیاوی تدابیر واسباب خوب اختیار کر کے دیکھ لئے۔ مگر مصائب ومشکلات میں بجائے کمی کے اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اب نہیں معلوم کس چیز کا انتظار ہے جو خالق کے حضور جھکتے نہیں ہیں۔

جس کے دل میں اسلام کی محبت ہو اور جو اسلام کی عظمت ورفعت کا متمنی ہو اس پر لازم ہے کہ کتاب اللہ اور احادیث نبویہ ﷺ پر عمل کرنے کو مقصد زندگی بنالے۔ اسی طرح دنیا وآخرت میں حقیقی کامیابی وکامرانی حاصل ہوسکتی ہے۔ ہم نے اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کو ناخوش کر کے اپنے کئے کا پھل پالیا۔ اس سے منہ موڑ کر اس کو ناراض کرنے کا انجام بھگت لیا۔ اب پھر اس کے حضور میں جھکیں۔ اپنی غلطیوں پر نادم ہوں۔ اپنے خدا کو منالیں۔ اس کے پکے اور سچے پرستار بن جائیں۔ اس کے احکام پر عمل کریں۔ اس کے دین کو فروغ دیں۔ اسلام کی شان کو باقی رکھنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادیں۔ اپنے اسلاف کی روایات پارینہ کو پھر تازہ کردیں۔ پھر وہ دن دور نہیں رہے گا کہ کھویا ہوا وقار ہاتھ آجائے۔ پریشانی وپریشان حالی خوش حالی میں تبدیل ہوجائے۔

یوں کہنے والے تو بہت ہیں کہ یہ سب پریشانیاں اور مصیبتیں ہمارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ صرف گناہوں کا اقرار کر لینے سے مصیبتوں اور تکلیفوں کے دور ہوجانے کا خواب سراسر بے وقوفی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف زبانی ہی باتیں ہیں۔ اس قسم کی باتیں بنانے والے شاید اپنی ذات کو نیک سمجھتے ہیں اور دوسروں کو مجرم گردانتے ہیں۔ حالانکہ انسان کو سب سے پہلے نفس کی خبر لینی چاہئے۔ اقرار کے ساتھ برے اعمال کو چھوڑنا بھی ضروری ہے۔ ہم احکم الحاکمین کے احکام کی برابر خلاف ورزی کرتے رہیں اور امن وامان، راحت وچین کی بھی آرزو رکھیں۔ یہ محض خیال خام ہے۔ خود نافرمانی میں سرگرم رہیں اور اللہ سے رحم وکرم کا مطالبہ کریں۔ گویا خدا کے ذمے صرف رحم وکرم ہے۔ مگر ہمارے ذمے گناہ کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

ترکی میں جب سے زلزلہ آیا ہے لوگوں میں اس کا چرچا ہے اور یہ بات زبانوں پر آرہی ہے کہ یہ ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ لیکن گناہ چھوڑنے کو پھر بھی تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو اتنی ترقی دی اور اتنا نوازا کہ دنیا کی سب سے بڑی مملکت ان ہی کی تھی۔ متحدہ ہندوستان میں اور برما میں مغلوں کا راج تھا اور ترکوں کے اپنے ملک میں اور ان کے آس پاس کے ممالک میں قبرص میں، سوریا میں، فلسطین میں، حجاز میں، ان کا ہی اقتدار تھا۔ چار سو سال تو حجاز میں ان کی حکومت تھی۔ لیکن جب دشمنوں نے مصطفیٰ کمال کو تھپکی دی اور اسلام واسلامیات کے خلاف ابھارا تو سارے ممالک ہاتھ سے نکل گئے اور مختصر سا ملک ان کے ہاتھ میں رہ گیا۔ ان کی بے ہوشی کا یہ عالم ہے کہ دین، دینیات دور رہنے کو کمال سمجھتے ہیں۔ ایمانیات میں کمال نہیں سمجھتے۔ دشمنوں کے طور طریق اختیار کرنے اور ان کی طرح شکل وصورت بنانے بلکہ اسلام کے خلاف قوانین پاس کرنے کو ہنر سمجھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ جب مصطفیٰ کمال کا نیا نیا انقلاب آیا تو علمائے اسلام کو کشتی میں ڈال کر ڈبو دیا تھا اور قرآن کا رسم الخط انگریزی کردیا تھا۔ عربی میں اذان دینے سے روک دیا گیا تھا اور ان کے بعد سے دین سے بے زاری ہی ہے۔ تھوڑے سے افراد جنہیں دین اور

دین داری کا خیال ہے ان کی صورتیں حج میں نظر آجاتی ہیں۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار ہے ان کا یہ حال ہے کہ اسلام کے خلاف قانون بناتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں ترکی کے فوجی جنرل حسین کا بیان نشر کیا گیا ہے جس میں اس نے کہا کہ اگر ہمیں اسلام پسندوں سے ایک ہزار سال بھی لڑنا پڑا تو ہم لڑیں گے۔ انہوں نے پارلیمنٹ پر زور دیا کہ وہ سیاست میں اسلام کو استعمال کرنے کے خلاف سخت سے سخت قوانین بنائے۔ (بحوالہ روزنامہ اردو نیوز، ۵ ستمبر ۱۹۹۹ء)

یاد رہے کہ یہ بیان زلزلہ آنے کے بعد دیا گیا ہے۔ یہ اسلام پسندوں سے لڑنا اسی لئے تو ہے کہ اسلام کے احکام اور قوانین سے ان کو ضد اور عناد ہے۔ ایک ترکی ہی کیا، لیبیا، سوریا، الجزائر میں دینی مدارس ختم کردیئے گئے ہیں۔ پرانے علماء اور مشائخ جو رہ گئے ہیں مسجدوں میں کچھ پڑھا دیتے ہیں۔ اب دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ جن ملکوں میں دینی مدارس اور علمائے کرام ہیں ان کو بھی ختم کردیا جائے۔ اس وقت دشمنوں کی نظر سب سے زیادہ پاکستان پر ہے۔ پاکستان میں الحمدللہ بڑے چھوٹے مدارس اسلام کے قلعے موجود ہیں۔ علماء بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ حق گو ہیں۔ ہمت اور حوصلے سے بات کرتے ہیں۔ اسلام اور احکام اسلام کے جو خلاف بولتا ہے اس کی آواز دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا وجود دشمنوں کو کھٹکتا ہے۔ کبھی بنیاد پرست کہہ کر ان کو بدنام کرتے ہیں اور کبھی دہشت گرد کہہ کر لوگوں کو ان سے ڈراتے ہیں اور امت کے عام افراد کو ان سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

تقریباً دو سال پہلے الجزائر کا ایک طالب علم میرے پاس حدیث پڑھنے آتا تھا۔ ایک عرصے کے بعد وہ اپنے وطن گیا۔ کچھ دن کے بعد معلوم ہوا کہ وہ واپس آ گیا۔ لیکن نہ ملنے آیا نہ پڑھنے۔ میں نے وجہ معلوم کی تو بتایا گیا کہ جب وہ اپنے وطن کے بارڈر پر پہنچا تو زبردستی وہاں کے قانون کے مطابق اس کی داڑھی مونڈ دی گئی۔ لہٰذا وہ سامنے آنے سے شرماتا ہے۔ افسوس ہے ملک مسلمانوں کا اور رسول اللہ ﷺ کی صورت شریفہ سے نفرت۔ کیا یہی ڈھنگ ہے مسلمانی کا۔ کیا داڑھی کی دشمنی کے لئے مسلمان رہ گئے ہیں؟۔ داڑھی سے تو ہندوستان، یورپ اور امریکہ میں بھی دشمنی نہیں ہے۔

جو لوگ اقتدار اعلیٰ پر پہنچ جاتے ہیں وہ دشمنان کو راضی رکھنے کی تو کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے ذرا بھی فکر مند نہیں ہوتے اور فکر آخرت سے آزاد ہو کر جانتے بوجھتے اسلام کے خلاف زندگی گزارتے ہیں اور دشمنان اسلام کے بنائے ہوئے قوانین کو مسلمانوں کے ملکوں میں رائج کرتے ہیں۔ فرائض کا اہتمام نہیں کرتے۔ محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ہر چھوٹے بڑے کو پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرات خلفائے راشدینؓ تو ڈرتے اور روتے تھے کہ ہم سے خلافت کا حق ادا نہیں ہوا۔ حکمرانوں کو آخرت کی باز پرس کو سامنے رکھنا لازم ہے۔

صاحب اقتدار بن جانا بہت بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔ اس میں ملک کے سارے باشندوں کی دنیا و آخرت کی فکر کرنا ضروری ہے۔ سورۃ الحج میں فرمایا ہے: ''الذین ان مکنّھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وأمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور'' ﴿ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم دنیا میں ان کو حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کا حکم دیں اور برے

کاموں سے منع کریں اور انجام تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔﴾

اس آیت میں اصحاب اقتدار کے چار کام ذکر فرمائے ہیں۔ کام تو بہت سے ہیں۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ ان چار کاموں کا جو حکم فرمایا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کا اہتمام کرنے سے تقریباً تمام فرائض اسلامیہ پر عمل ہوسکتا ہے۔ ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو اقتدار مل جائے وہ نماز قائم کریں۔ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور اپنی رعیت اور ماتحتوں اور گورنروں سے اور کام کرنے والوں سے بھی نماز پڑھوائیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں اپنے گورنر کو لکھ بھیجا تھا کہ: ''بلاشبہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم نماز ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت اور پابندی کی وہ اپنے دین کی بھی حفاظت کرے گا اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ اس کے علاوہ دین کے دوسرے احکام کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۹)

دیکھو امیر المومنین اپنے گورنروں کو یہ خط لکھ رہے ہیں کہ اہل اقتدار کا سب سے اہم کام نماز قائم کرنا ہے۔ حضرات خلفائے راشدینؓ نہ صرف یہ کہ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ بلکہ مسجد میں حاضر ہوکر نماز خود پڑھاتے تھے اور خطبہ بھی دیتے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اہل اقتدار کی یہ صفت بھی بیان کی کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اصحاب اقتدار پر لازم ہے کہ حرام مال سے، غصب اور خیانت سے رشوت لینے سے بچیں اور جو حلال مال اپنی ملکیت ہو شرعی اصول کے مطابق اس کی زکوٰۃ ادا کیا کریں۔

اصحاب اقتدار کی صفات بیان کرتے ہوئے ''وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر'' بھی فرمایا۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

ان دونوں اوصاف سے تو دور حاضر کے تقریباً سب ہی اصحاب اقتدار خالی ہیں۔ جب اصحاب اقتدار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کریں گے تو ان کے عوام میں دین کیسے قائم ہوگا۔ لامحالہ گناہ عام ہوں گے۔ حرام چیزیں عام ہوں گی۔ حرام اعمال عام ہوں گے۔ فرائض واجبات متروک ہوں گے۔ پھر ان گناہوں کی سزا میں چھوٹے بڑے سب ہی گرفتار ہوں گے۔ برے اعمال دنیا میں وبال ہیں اور آخرت میں بھی۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے پر مستقل وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ ان کے چھوڑنے پر عذاب آئے گا اور اس وقت دعا کروگے تو قبول نہ ہوگی۔ (رواہ ترمذی)

سورہ اعراف میں گزشتہ چند قوموں کی بربادی کا ذکر فرماکر ارشاد ہے: ''ولو ان اهل القرىٰ آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركت من السمآء والارض ولٰكن كذبوا فأخذناهم بما كانوا يكسبون'' ﴿اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور (ہم سے) ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔ لیکن انہوں نے (پیغمبروں کو) جھٹلایا۔ لہٰذا ہم نے ان کو ان کے (برے) اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔﴾

ہم لوگ اگر اعمال صالحہ سے آراستہ ہوں اور امانت، دیانت، سچائی، اطاعت خداوندی، رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو مقصد زندگی بنالیں اور گناہوں سے پرہیز کریں اور دوسروں کو گناہ سے روکیں تو حالات بدل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی آغوش میں آجائیں گے۔

مولانا زاہد الراشدی کا کھلا خط!

باسمہ سبحانہ!

محترمی رفیق ڈوگر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ   مزاج گرامی!

نوائے وقت میں ۵؍جنوری ۲۰۰۹ء کوشائع ہونے والا آپ کا کالم نظر سے گزرا جس میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر زندہ اٹھائے جانے کے عقیدہ پر بحث کی ہے اور اس کے نتیجہ میں علامہ محمد اسد کا یہ قول فیصلہ کے طور پر نقل کردیا ہے کہ:

’’قرآن کریم میں اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ وسلامت جسم اور روح سمیت جنت میں پہنچادیا گیا تھا۔‘‘

میں اس حوالہ سے آنجناب کی توجہ دو تین اہم امور کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ:

☆...... کیا کسی اسلامی عقیدہ کے تعین کے لئے صرف قرآن کریم پر انحصار کیا جائے گا یا جناب نبی اکرمﷺ کے ارشادات وفرمودات کا بھی ہمارے عقائد سے کوئی تعلق ہے۔ اگر عقیدہ کے تعین اور وضاحت میں جناب نبی اکرمﷺ کے ارشادات وفرمودات کا بھی کوئی دخل اور یقیناً ہے اس لئے کہ بہت سے ہمارے مسلم عقائد ایسے ہیں جن کی قرآن کریم میں صراحت نہیں ہے۔ مگر ہم صرف نبی اکرمﷺ کے ارشاد کی وجہ سے وہ عقیدہ رکھتے ہیں تو نبی اکرمﷺ کے بیسیوں ارشادات میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اور دنیاوی جسم کے ساتھ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے اور وہ قیامت سے قبل دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

☆...... قرآن کریم میں اگر کوئی اجمال کے طور پر ہے اور اس کی صراحت اللہ تعالیٰ کے کلام میں نہیں ملتی تو کیا اس اجمال کی تفصیل میں جناب نبی کریمﷺ کے ارشادات کو کسی درجہ میں کوئی حیثیت حاصل ہے یا نہیں؟۔ اور اگر نبی اکرمﷺ نے قرآن کریم کے کسی اجمال یا ابہام کی تفصیل اور تصریح واضح ارشاد کی صورت میں فرمادی ہے تو کیا امت میں سے کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ نبی اکرمﷺ کی بیان فرمودہ توضیح وتصریح کو مسترد کر کے قرآن کریم کی خود تفصیل وتصریح کرے اور اس کے اجمال وابہام کو اپنی طرف سے واضح کرنے کی کوشش کرے؟

☆...... ہمارے ہاں جنوبی ایشیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کے اس عقیدہ کا ایک اور تناظر بھی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کی بنیاد ہی اس پر رکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور جناب نبی اکرمﷺ نے احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی جوخبر دی ہے اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے جو نبی اکرمﷺ کی پیش گوئی کے مطابق آچکا ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔

اس لئے ہمارے ماحول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کی نفی کا فائدہ صرف قادیانیوں کو پہنچتا ہے اور اس قسم کی بات کرنے والے نہ صرف مسلمان کو ایک اجماعی عقیدہ کی نفی کرتے ہیں بلکہ قادیانیوں کے اس موقف کی تقویت وتائید کا باعث بھی بنتے ہیں۔

اس بنا پر میں یہ عرض کروں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ حالت میں آسمانوں پر اٹھایا جانا۔ وہاں دنیاوی زندگی کے ساتھ اب بھی موجود ہونا اور قیامت سے قبل دوبارہ نازل ہونا مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے جس کی بنیاد قرآن کریم کے بہت سے ارشادات کے ساتھ ساتھ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بیسیوں صریح فرمودات پر ہے اور امت کے کم وبیش تمام مکاتب فکر ہر دور میں اس عقیدہ پر متفق چلے آرہے ہیں۔

میں اس سلسلہ میں ایک رسالہ بھی آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ ازراہ کرم مطالعہ فرمالیں اور اس کے ساتھ میری درخواست ہے کہ اس ماحول میں جبکہ عالمی استعمار مسلمانوں کو ان کے مسلمہ عقائد اور کمٹمنٹ سے محروم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے ایسی کسی بات سے گریز کریں جو اسلامی عقائد میں شک پیدا کرنے اور قادیانیوں اور دوسرے گمراہ گروہوں کی تائید کا باعث بن سکتی ہو۔ شکریہ...... والسلام!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سکھر ڈویژن کے دورہ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تبلیغی دورہ پر سکھر تشریف لائے۔

۵؍فروری کو بعد نماز عشاء دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ میں یوم کشمیر کے حوالہ سے عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، حافظ محمد زمان، قاری ارشاد احمد، محمد آصف، محمد عمران، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، قاری محمد رمضان نعمانی نے شرکت کی۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ کیونکہ انہوں نے تقسیم کے وقت پاکستان کے حق میں ووٹ نہ دے کر انڈیا کو کشمیر کے لئے واحد زمینی راستہ مہیا کیا۔

۶؍فروری جمعۃ المبارک کا خطبہ آپ نے جامع مسجد جان محمد سوسائٹی گھوٹکی میں دیا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد انوار عادل پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا محمد یعقوب نے کی۔ کانفرنس سے مولانا پروفیسر ابومحمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ ۷؍فروری دارالعلوم حمادیہ سوخان کلہوڑا اور جامع احیاء العلوم حمادیہ گھوٹکی کے تلامذہ واساتذہ سے خطاب کیا۔ شبان ختم نبوت پنوعاقل کی تربیتی نشست سے خطاب کیا۔ جس میں مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالرحیم، قاری خلیل احمد، مولانا گل محمد خالد اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ رات کو سہ ماہی اجلاس عام منعقد ہوا۔ ۸؍فروری مدرسہ فیض القرآن کندھ کوٹ ضلع جیکب آباد کے سالانہ جلسہ میں مولانا محمد یعقوب کھوسو کی دعوت پر شرکت کی۔ قبل نماز ظہر جلسہ سے خطاب کیا۔ جلسہ سے جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، قاری کامران احمد حیدرآباد نے بھی خطاب کیا۔ ۹؍فروری بعد نماز عشاء جامع مسجد حنفیہ محلہ غریب آباد میں منعقدہ درس قرآن کے اجتماع سے خطاب کیا۔ ۱۰؍فروری بعد نماز عشاء جامع مسجد عثمانیہ بیراج کالونی میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کیا۔ جس کا اہتمام مولانا نذیر احمد نے کیا۔

مولانا ارشاد اللہ صدیقیؒ کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقی صاحبؒ ۲۲؍دسمبر ۲۰۰۸ء بروز پیر صبح منڈی بہاؤالدین میں انتقال فرماگئے۔انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا ارشاد اللہ صدیقیؒ نے حفظ قرآن مجید کرنال والی مسجد لیہ میں کیا۔ کتابیں حضرت مولانا ولی اللہؒ ہنی شریف میانوالی رانجھا ضلع منڈی بہاؤالدین میں پڑھیں۔ پھر مولانا محمد اسحٰق کھمب خورد سے مزید استفادہ کیا۔ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ آپ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ کے نامور شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چوکیرہ ضلع سرگودھا میں کچھ عرصہ پڑھاتے رہے۔

۱۹۶۸ء میں جامع مسجد نور الہدیٰ کے خطیب مقرر ہوئے اور اسی مسجد میں آپ نے مدرسہ عربیہ کا اجراء کیا۔ ۱۹۸۲ء سے گوجرانوالہ ڈویژن کے لئے وفاق المدارس کے مسئول مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں نہر کے کنارے جامع نور الہدیٰ کے لئے جگہ خریدی اور وہاں پر جامعہ کی نئی عمارت تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے آپ کا ارادت وبیعت کا تعلق تھا۔ ان کے مبارک ہاتھوں سے جامعہ کی نئی جگہ کا سنگ بنیاد رکھوایا۔ وفاق المدارس کے مسئول، جامعہ کے مہتمم، جامع مسجد نور الہدیٰ کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے تاحیات سرپرست رہے۔ جامعہ نور الہدیٰ میں حفظ وگردان کی تین کلاسیں اور درجہ کتب عالیہ اور اس کی تعلیم بطریق احسن ہورہی ہے۔

مولانا ارشاد اللہ صدیقی ایک منجھے ہوئے عالم دین تھے۔ خلق خدا نے آپ سے بہت فائدہ اٹھایا۔ زیرک معاملہ فہم ہونے کے علاوہ ہردلعزیز تھے۔ تمام حلقہ میں آپ کا احترام تھا۔ میانہ روی کے باعث جس کام کو شروع کرتے اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتے۔ عرصہ تک آپ نے مسجد دار الہدیٰ کا ایک کمرہ دفتر ختم نبوت کے لئے وقف کئے رکھا۔ ضلع بھر میں ختم نبوت کے کام کی نگرانی فرماتے۔ جامع خیر المدارس ملتان تو آپ کا مادر علمی تھا۔ لیکن وفاق المدارس کی میٹنگوں کے موقعہ پر ہمیشہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں تشریف آوری کو معمول بنائے رکھا۔ مولانا ارشاد اللہ صدیقی کے دو بیٹے ہیں۔ ایک اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

بڑا بیٹا مفتاح العلوم سرگودھا میں دورہ حدیث شریف پڑھ رہا ہے۔ مدرسہ کا اہتمام مسجد کی خطابت اور والد مرحوم کی نیابت اس کے حصہ میں آتی ہے۔ مرحوم کے انتقال سے بہت بڑا علمی خلاء واقع ہوگیا ہے۔ وفاق المدارس، مجلس ختم نبوت، جامع نور الہدیٰ کے لئے آپ کی وفات بہت بڑا سانحہ ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی تربت پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی باقیات الصالحات کو پردۂ غیب سے حفاظت وترقی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

آہ! پیر نصیر الدین گولڑویؒ

مولانا اللہ وسایا

۱۳ رفروری ۲۰۰۹ء جمعہ کے روز خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کے گدی نشین جناب پیر سید نصیر الدین نصیرؒ دل کے دورہ کے باعث انتقال فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! حضرت پیر سید نصیر الدین نصیرؒ اپنے دادا پیر طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی خانقاہ کے گدی نشین تھے۔ عالم، فاضل، علوم جدید وقدیم کے شناور، صوفی سکالر اور شاعر تھے۔ روایتی پیروں سے ہٹ کر وہ توحید کے علمبردار تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی آبیاری اور پاسبانی انہیں ورثہ میں ملی تھی۔

فتنہ قادیانیت کے رد کے لئے کبھی کسی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی زیر صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آل پارٹیز میٹنگ منعقد کی۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کی طرف سے دعوت نامہ اور پیغام خصوصی لے کر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد ان سے ملنے گولڑہ شریف تشریف لے گئے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد خانقاہ سراجیہ کے موجودہ سجادہ نشین کے بڑے صاحبزادہ ہیں تو اکرام واحترام کی بارش کردی۔ بہت ہی عزت افزائی کی۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے پہلے سے طے شدہ پروگرام کو پس وپیش کرنے کا فرمایا۔ دوروز بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام میں تبدیلی نہ ہونے کے باعث حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے پاس وفد بھیج کر معذرت کی اور کانفرنس میں نہ صرف اپنا نمائندہ وفد بھیجا بلکہ تحریری پیغام بھی ارسال کیا۔ جو صدر اجلاس مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے کانفرنس میں پڑھ کر سنایا۔

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ اگست ۱۹۰۰ء میں مرزا قادیانی سے مناظرہ ومقابلہ کے لئے لاہور تشریف لائے تھے۔ مرزا قادیانی نے پیر صاحب کے مقابلہ میں فرار اختیار کر کے اپنے چہرہ ودل کی طرح قادیانیت کی تاریخ کو بھی سیاہ کردیا۔ اس واقعہ کے سوسال پورے ہونے پر ۲۰۰۰ء میں پیر نصیر الدین نے لاہور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ مولانا پیر نصیر الدین صاحب سے ایک بار چناب نگر سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے درخواست کی۔ کانفرنس کے دنوں میں ہی آپ کا سفر عمرہ طے تھا۔ تاہم وعدہ کیا کہ جب پنجاب کے سفر پر ضلع جھنگ کا دورہ ہوا تو چناب نگر مسجد ومدرسہ ختم نبوت کے لئے مستقل وقت دوں گا۔ ہماری سستی کہ ہم دوبارہ یاددہانی نہ کرا سکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا قاری محمد امینؒ مہتمم جامعہ عثمانیہ راولپنڈی ان سے مسلسل رابطہ میں رہتے تھے اور حضرت پیر صاحب مجلس کی کارکردگی پر غائبانہ دعاؤں سے سرفراز کرتے رہتے تھے۔ ان کے بہت ہی اجلے کردار اور اپنے آباؤ اجداد کی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے تفصیلی مقالہ کی ضرورت ہے۔ ان سے عہد رفتہ کی بہت سی وابستہ یادیں آئندہ نسلوں کے لئے زریں تاریخ کا درجہ رکھتی ہیں۔ وہ کیا گئے عہد رفتہ کی تاریخ کا باب ہی گم ہوگیا۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

حکیم قاری محمد یونسؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

۳ر فروری ۲۰۰۹ء مطابق ۶ر صفر ۱۴۳۰ھ قبل از نماز فجر حکیم محمد یونس صاحبؒ راولپنڈی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! قاری محمد یونسؒ دواخانہ ختم نبوت سرکلر روڈ بنی چوک راولپنڈی کے بانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ سرخ اور سپید رنگ، گول کشادہ چہرہ، عقابی آنکھیں، میانہ مائل بہ درازی قد، جسم مظبوط اور سیڈول۔ چلنے میں وقار، بات کرنے میں سکون، داڑھی کے بال سفید چھڑک ملائم اور خوبصورت۔ سر پر عموماً نقشبندی ٹوپی۔ ایک ہاتھ میں تسبیح دوسرے ہاتھ میں چھڑی۔ کندھے پر رومال، یہ تھے جناب حکیم قاری محمد یونس صاحب مرحوم ومغفور۔ حکیم محمد یونسؒ بہت اچھے قاری تھے۔ سنن، نوافل، فرائض کے پابند ہی نہیں بلکہ ان کی پابندی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ ہر کام وقت پر کرنے کے عادی تھے۔ طبیعت کے سخی اور دل کے غنی تھے۔ ہر ماہ ہزاروں کماتے اور اس سے زیادہ خرچ کر دیتے۔ مساجد ومدارس بنانے کے عادی تھے۔ اس وقت بھی مستقل کئی ادارے چلا رہے تھے۔ پہلو میں مؤمن کا دل رکھتے تھے۔ جس نے جو کہا اسے سچ سمجھ لیا۔ جب کہیں سے اس کے خلاف کوئی مصدقہ اطلاع مل گئی تو پہلا مؤقف بدلنے اور معذرت کرنے میں دیر نہ لگاتے تھے۔ صاف دل تھے۔ دوست ان کو بہت جلد گھیر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ میں شفاء رکھی تھی۔ بعض ان کے نسخے خوب تھے۔ طب میں جدت بھی روا رکھتے تھے۔ طبیہ بورڈ کے امتحانی رکن بھی تھے۔ طب اسلامی کو فروغ دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ بات کرنے کے دھنی تھے۔ باتوں باتوں میں مریض کا ایسا نفسیاتی علاج کرتے کہ وہ اسی وقت اپنے آپ کو آدھا تندرست محسوس کرنے لگتا۔ فسد خون چاند کی مقررہ تاریخوں پر کرنے کا ان پر دھن سوار تھا۔ طبیعت میں جذب کی کیفیت تھی۔ بیٹھے بیٹھے خیال آیا تو پاکستان کو چھوڑا، برطانیہ جا کر مطب جاری کر دیا۔ وہاں سے طبیعت بھر گئی تو پھر راولپنڈی آ گئے۔ وہاں سے طبیعت اکتا گئی تو کراچی جا کر مطب کھول لیا۔ کچھ عرصہ بعد وہاں مطب چل نکلا طبیعت بھر گئی تو پھر پنڈی آ گئے۔ یکے بعد دیگرے کئی عقد کئے۔ لیکن اللہ رب العزت کی شان بے نیازی کہ لاولد رہے۔ آخری عمر میں تجرد اختیار کر لیا۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق تھا۔ عقیدہ ختم نبوت کے دل وجان سے فدائی تھے۔ تبلیغ کے ساتھ ہمیشہ گہرا تعلق رکھا۔ ان کی طب پر بھی تبلیغ کی گہری چھاپ تھی۔ ہر مریض کو نماز، روزہ، ورزش کی شرعی اہمیت وافادیت کا قائل ہی نہیں بلکہ عامل بنا دیتے تھے۔ خوش خوراک، خوش لباس اور خوش گفتار تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں بہت کچھ دیا۔ لیکن اس تمام کو انہوں نے فی سبیل اللہ خرچ کے آخرت کے خزانہ میں جمع کرا دیا۔ عمر ستر، اسی سال کے پیٹے میں ہوگی۔ آخری عمر میں شوگر کے باعث کمزور ہو گئے۔ لیکن معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ جمعہ کے روز صبح صادق کے قریب انتقال ہوا۔ اسی روز عصر کے بعد جنازہ ہوا اور رحمت حق کے سپرد ہو گئے۔ راولپنڈی، اسلام آباد کی پوری دینی قیادت سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ وہ سب جنازہ میں شریک تھے۔ مرکز کی نمائندگی کے لئے اسی شام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اور تین روز بعد جا کر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے تعزیت کی۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

قاری عبدالقدوس عابدؒ کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے نائب امیر جامع عثمانیہ پونڈانوالہ چوک گوجرانوالہ کے مہتمم اور جمعیت علمائے اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا قاری عبدالقدوس عابد قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ ان کی تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی۔ نماز جنازہ جمعیت پنجاب کے امیر شیخ الحدیث مولانا قاضی حمید اللہ خان سابق رکن قومی اسمبلی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی، مدرسہ نصرت العلوم کے ناظم حاجی محمد ریاض خان سواتی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقدوس قارن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا حافظ محمد ثاقب، سید احمد حسین زید، حافظ احسان الواحد، قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ محمد ارشد، الحاج عثمان عمر ہاشمی اور دیگر نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر الحاج حافظ بشیر احمد، سیکرٹری جنرل قاری محمد یوسف عثمانی اور دیگر عہداروں مولانا طارق محمود ثاقب، پروفیسر محمد اعظم نفیسی، پروفیسر حافظ محمد انور، حافظ محمد معاویہ، حافظ محمد الیاس اور مولانا محمد عارف شامی نے مولانا عابد کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا ہے۔

ضلع سانگھڑ کے سرگرم عمل راہنماء اللہ دتہ چانڈیو کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہیرول ضلع سانگھڑ کے امیر مجاہد ختم نبوت اللہ دتہ چانڈیو انتقال کر گئے۔ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ اور مخلص ساتھی تھے۔ اپنے علاقے میں تحفظ ختم نبوت کے کام میں امیر کارواں کا کردار ادا کرتے تھے۔ پی ٹی سی ایل میں ملازمت کے باوجود جلسے جلوسوں پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کے اندارج کی تحریک کے دوران دھرنوں میں اپنے علاقے میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ دوست واحباب، اہل وعیال، عزیز واقارب کو مجلس کے کارکن بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہر سال چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے لئے فقط اپنے قبیلے کے ۳۵ سے ۴۰ افراد کو ٹنڈو آدم جماعت کے ساتھ لے کر آتے تھے۔ ضلع بھر میں کہیں پر بھی ختم نبوت کنونشن ہوتی اللہ دتہ مرحوم اپنے تمام کارکنوں سمیت اس میں شرکت کرتے۔

گذشتہ ہفتے کراچی ہسپتال جاتے ہوئے حضرت علامہ احمد میاں حمادی سے دعاء لینے جب دفتر آئے تو حالت انتہائی نازک تھی۔ انہوں نے ۲۰۰۸ء والی چناب نگر کانفرنس میں عدم شرکت پر انتہائی افسوس ظاہر کرتے ہوئے رو دیئے اور امید ظاہر کی کہ میں صحت یاب ہوکر چناب نگر کانفرنس میں عدم شرکت کا قرضہ دفتر مرکزیہ ملتان جاکر چار دن دفتر کی خدمت میں رہ کر ادا کروں گا۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ ۹ رفروری کو سول ہسپتال کراچی میں اللہ کو پیارے ہوئے۔ کراچی سے سانگھڑ ہیرول جاتے ہوئے ایمبولینس میں انہیں جامع مسجد ختم نبوت لایا گیا اور مجاہد لیاقت چانڈیو اور عبدالغنی چانڈیو ہمراہ تھے۔ وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ مولانا حمادی صاحب نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ!

صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرزمین ہزارہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس مٹی سے کئی قد آور معروف شخصیتوں نے جنم لیا ہے۔ یوں تو ہر ذی روح نے اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے اور ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن اس جہاں فانی میں کچھ لوگ ایسے بھی آتے ہیں جو جاتے وقت اپنے پیچھے انمٹ نقوش بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد ایسا خلاء پیدا ہو جاتا ہے جو مدتوں پر نہیں ہوتا۔

دادا جی مرحوم مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ دادا جی مرحوم نہ صرف علماء میں ایک خاص مقام رکھتے تھے بلکہ سیاسی، ادبی اور صحافتی دنیا میں بھی منفرد اور اعلیٰ حیثیت کے حامل تھے۔ ایک خطیب کی حیثیت سے عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے اور قومی سیاست میں ان کا اہم کردار ہے۔

دادا جی مرحوم نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے کیا۔ جدوجہد آزادی میں ہر صعوبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں کے جوہر ۱۹۵۳ء تحریک ختم نبوت کے موقع پر کھل کر سامنے آئے۔

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس تحریک کے روح رواں تھے۔ تحریک کے راہنماؤں کی گرفتاری کے بعد بھی یہ تحریک دبائی نہ جاسکی۔ بلکہ قدرت نے اس کے متبادل قیادت پیدا کردی۔ فیصل آباد میں جس شخصیت نے اس تحریک کو جاری رکھنے میں نمایاں کردار ادا کیا وہ مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کی ذات گرامی تھی۔

دادا جی مرحوم ۱۹۱۸ء میں تحصیل ہری پور کے موضع میلم میں پیدا ہوئے۔ میلم ان کا آبائی مسکن تھا۔ ابتدائی تعلیم یہاں پر ہی حاصل کی۔ مزید حصول علم کے لئے ہری پور سے نکلے اور فیصل آباد پہنچے۔ جہاں دارالعلوم فتح دین عبداللہ پور میں مولانا مفتی محمد یونسؒ کے زیرسایہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ درس نظامی کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے فاضل فارسی کی سند حاصل کی۔ خطابت و صحافت کو بطور مشن اپنایا اور پھر فیصل آباد کے ہی ہو کر رہ گئے۔

دادا جی مرحوم کی زندگی کا نصب العین عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ ان کا علم ان کی جوانی ان کی سوچ وفکر ان کا جان و مال اس کام کے لئے وقف تھا۔ صلے کی تمنا نہ ستائش کی خواہش۔ ہمیشہ خود کام کیا اور دوسروں کو آگے بڑھایا۔ محنت خود کی سہرا قصداً دوسروں کے سر بندھوایا۔ گفتگو، تقریر وخطابت کا فن انہوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے سیکھا۔ ۱۹۶۴ء میں ہفت روزہ لولاک کا اجراء کیا۔ لولاک کے ذریعے دادا جی مرحوم نے جو قلمی جہاد کیا لکھنے والوں کے لئے یہ ایک مستقل تصنیف کا متقاضی ہے۔

۲۰ رجنوری ۱۹۸۴ء کو مجاہد ختم نبوت مدیر لولاک اپنی زبان وقلم سے منکرین ختم نبوت کے ساتھ جہاد کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گیا۔ دل آخر دل ہے کب تک ساتھ دیتا۔ مسلسل ۶۵ سال عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری میں دھڑکتا رہا۔ بالآخر تھک گیا اور ساتھ چھوڑ گیا۔

بیس برس بیشتر جس مقام پر ایڈیٹر لولاک نے ہفت روزہ کی رونمائی کی تقریب منعقد کی تھی بیس برس بعد عین اس جگہ ایڈیٹر لولاک دادا جی مرحوم کا جنازہ رونمائی کے لئے رکھ دیا گیا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ پہلی تقریب میں لوگوں کو بلایا گیا تھا اور اس تقریب میں لوگ خود آئے تھے۔ پہلی تقریب میں سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی اور دوسری تقریب میں سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

دادا جی مرحوم نے ساری عمر انگریزی استعمار اور ان کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کے خلاف جہاد کیا۔ دادا جی مرحوم اپنے اجداد کی طرح سامراج کے مخالف تھے۔ دین سے شفتگی اور راہ حق میں ایثار انہیں ورثہ میں ملا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں سامراجیوں کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا۔

حضرت امیر شریعتؒ نے تحفظ ختم نبوت کی جو شمع اپنے نور ایمان سے منور کی تھی دادا جی مرحوم اس شمع کے پروانے تھے اور تمام زندگی اس شمع کو روشن رکھنے کے لئے اپنا خون جگر سے اسے جلاتے رہے۔

دادا جی مرحوم کا وجود نہ صرف اہل فیصل آباد بلکہ اہل پاکستان کے لئے غنیمت تھا۔ ان کی دینی اور علمی خدمات قابل قدر ایک بیباک مقرر اور مجاہد ختم نبوت کی حیثیت سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے لے کر ۱۹۷۴ء کی تحریک تک اور پھر ۱۹۷۷ء۔ اس کے بعد ان کی مسلسل جدوجہد تاریخ کا ایک عنوان ہے اور ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے لئے وہ ہمیشہ سر بکف اس میدان میں ڈٹے رہے۔

دادا جی مرحوم کو ہم سے رخصت ہوئے ۲۴ سال ہوگئے ہیں۔ دادا جی مرحوم کی دینی اور قومی خدمات کی یاد ایک فطرتی اور قدرتی بات ہے کہ دل میں دین کی محبت کے ساتھ ساتھ وطن کے لئے بے پایاں محبت موجود تھی۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی اسلام دشمنی

استاذ العلماء حضرت مولانا سید امام شاہ صاحب، شیخ الحدیث مولانا سید قمر صاحب، مولانا خیر البشر صاحب، مولانا قاری سمیع اللہ جان فاروقی صاحب، مولانا سراج الاسلام صاحب اور مولانا نور الحق نور صاحب نے اپنے مشترکہ بیان میں اسلامی نظریاتی کونسل کے موجودہ چیئرمین خالد مسعود کی نظریاتی کونسل کی آڑ میں اپنے الحادی نظریات کی سفارشات پیش کرنے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے مختلف مکاتب فکر کی طرف سے اس سفارشات کو مسترد کرنے اور خالد مسعود جیسے گمراہ فرد کی اس ناپاک جسارت کو اسلام کے خلاف عیسائیت، یہودیت اور لادین عناصر کی گہری سازش قرار دیا اور دین اسلام کی سربلندی اور وطن عزیز میں مکمل اتحاد و اتفاق میں نہایت ہی مخلص ہے۔ اپیل کی کہ وہ اسمبلی میں خالد مسعود جیسے غلط نظریات کے حامل افراد کے خلاف اپنے ایمانی جذبہ کے ساتھ آواز اٹھائیں اور اسے برطرف کرنے اور اس کے خلاف توہین دین حقہ کرنے کی یادداشت میں مقدمہ درج کرنے کی سعی کریں تاکہ آئندہ کوئی بدبخت اس طرح کی خرافات نہ کر سکے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے اس عہدے پر علماء کرام کی مشاورت سے کسی ایسے جید اور مستند شخصیت کا تقرر کیا جائے جو بغیر کسی لالچ اور دباؤ کے قرآن وسنت اور اجماع امت کے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں سفارشات پیش کرنے کا اہل ہو۔

جذبہ آفریں ...... یحییٰ بن یعمرؒ کی حجاج سے بحث!

مولانا غلام رسول دین پوری

حضرت یحییٰ بن یعمر قریشیؒ (متوفی ۱۱۹ ہجری) کو خاندان رسالت سے گہری عقیدت تھی۔ بنو مروان اور ان کے کارندے خاندان اہل بیت سے بغض رکھتے تھے۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ ایک دن حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاں تشریف رکھتے تھے۔ اتفاق سے سیدنا حضرت حسین بن علیؓ کا ذکر مبارک چھڑ گیا۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے بلاخوف وخطر حضرت حسینؓ کے محاسن وکمالات بیان کر دیئے۔ حجاج کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ حضرت حسینؓ بن علیؓ کو اولاد رسول بتایا جائے تو اس نے کہا کہ حسینؓ بن علیؓ تو اولاد رسول کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔

حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے پوچھا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ ان کو اولاد رسول کے زمرے سے خارج کر رہے ہیں؟۔ حجاج بن یوسف نے جواب دیا۔ اس لئے کہ حضرت حسینؓ حضرت فاطمہؓ دختر رسول ﷺ کی اولاد ہیں اور اولاد کا نسب نانا کی طرف منسوب نہیں ہوتا۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے غصہ میں کہا کہ امیر تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ بے شک اولاد رسول ﷺ کے زمرے میں آتے ہیں تم یہ کہہ کر ان کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہو۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ کے غصہ کو دیکھ کر حجاج غضبناک ہو گیا۔ اس نے لال پیلے ہو کر کہا کہ تم بے بنیاد باتیں کرتے ہو۔ بھلا کہیں نانا کی طرف بھی اولاد منسوب ہوتی ہے۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ قرآن وحدیث سے اس کی دلیل پیش کرو۔ ورنہ ایسا کہنے پر میں تم کو سخت سزا دوں گا۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے فوراً قرآن کی یہ آیتیں پڑھیں:

”ووهبنا له اسحق ويعقوب كلا هدينا ونوحا هدينا من قبل ومن ذريته داؤد وسليمان وايوب ويوسف وموسىٰ وهارون وكذالك نجزى المحسنين وزكريا ويحيىٰ وعيسىٰ والياس كل من الصالحين (الانعام:۸۵،۸۶)“ ﴿اور ہم نے ان (ابراہیم) کو اسحٰق اور یعقوب بخشے اور سب کو ہدایت دی اور ہم نے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان (ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی (ہم نے ہدایت دی) اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ سب ہیں نیک بختوں میں۔﴾

پھر حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے کہا اے امیر! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں شمار کیا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رشتہ نواسہ ہونے کا تھا اور وہ تو دور کے رشتہ سے نواسے تھے۔ جبکہ حضرت حسینؓ رسول اللہ ﷺ کے حقیقی نواسے ہیں۔ پھر ان کو کس طرح رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے زمرے سے خارج کیا جا سکتا ہے؟۔

حجاج یہ جواب سن کر بولا کہ یحییٰ! تم کو مجھے جھٹلانے کی جرأت کیسے ہوئی۔ تم کو کس چیز نے میری تکذیب پر ابھارا۔ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی اس آیت نے جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور ان کی اتباع کرنے والوں سے عہد لیا ہے کہ وہ حق بات کو نہ چھپائیں۔ اس جواب کے بعد حجاج خاموش ہو گیا۔

قادیانیوں سے چند سوال!

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

اب تک کسی مرزائی کو ان سوالات کے جوابات دینے کی ہمت نہیں ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل و تلبیس سے متاثر قادیانی عوام کو کفر و زندقہ کی دلدل سے نکالنے کے لئے ہمیشہ علماء امت نے نہایت عام فہم انداز میں بات سمجھانے کی کوشش کی ہے' ذیل میں قادیانیوں سے اس سلسلے کے چند سوال کئے جاتے ہیں' جن پر غور و فکر کرنا ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھول سکتا ہے!

سوال نمبر۱

مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے، نبوت ملی ہے' تو گزارش یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت مل سکتی ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی سے دوزخ سے نجات بھی مل سکتی ہے یا نہیں؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نجات مل سکتی ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نجات نہیں مل سکتی تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے نبوت کیسے مل سکتی ہے؟

سوال نمبر۲

قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی وہی حیثیت ہے جو مسلمانوں کے نزدیک حقیقی مسیح ابن مریم علیہ السلام کی ہے گویا کہ مسلمانوں کے نزدیک جس مسیح ابن مریم علیہ السلام نے دوبارہ تشریف لانا ہے' وہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام قادیانی کی شکل میں آ گیا ہے۔ بقول قادیانی جماعت کے کہ مرزا غلام احمد قادیانی حقیقی مسیح کی جگہ پر آ گیا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقی مسیح کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ بعد نزول کے ۴۵ سال دنیا میں گزاریں گے جبکہ مرزا نے ۱۸۸۹ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں جہنم واصل ہوگیا تو یوں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی کل مدت تقریباً ۱۹ سال بنتی ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح کیسے ہوا؟

سوال نمبر۳

مرزا غلام احمد قادیانی کی کئی عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ دعویٰ نبوت سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی بھی خاتم النبیین کے معنی وہی سمجھتا تھا جو چودہ صدیوں سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے ہیں' جسے مرزا غلام قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتا ہے کہ: ''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا

آنا جائز نہیں رکھتا۔“ (ازالہ اوہام ص۴۱۱، روحانی خزائن ج۳ ص۵۱۱)

”اور دعویٰ نبوت کے بعد مرزا قادیانی خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتا ہے جس کی بنا پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہوگیا‘ اور بقول مرزا جس مذہب میں وحی نبوت نہ ہو وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، روحانی خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ”وہ دین‘ دین نہیں اور نہ وہ نبی‘ نبی ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶)

اب سوال یہ ہے کہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہیں‘ پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنی صحیح ہیں تو یہ لازم آئے گا کہ چودہ صدیوں میں جس قدر بھی مسلمان گزر چکے وہ سب کافر اور بے ایمان مرے‘ گویا کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری اور دعویٰ نبوت سے پہلے خود مرزا صاحب بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے‘ تو وہ خود کافر رہے اور پچاس برس تک جملہ آیات واحادیث کا مطلب بھی غلط سمجھتے رہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص تمام امت کی تکفیر وتذلیل کرتا‘ اور احمق وجاہل قرار دیتا ہو وہ بالاجماع کافر اور گمراہ ہے‘ لہٰذا مرزا قادیانی بالاجماع کافر اور گمراہ ٹھہرا‘ اور اگر خاتم النبیین کے پہلے معنی صحیح ہیں جو تمام امت نے سمجھے اور مرزا صاحب بھی دعویٰ نبوت سے پہلے وہی سمجھتے تھے تو لازم آئے گا کہ پہلے لوگ تو سب مسلمان ہوئے اور مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد سابق عقیدہ کے بدل جانے کی وجہ سے خود اپنے اقرار سے کافر اور مرتد ہوگئے، اب مرزائی خود بتائیں کہ وہ کون سا معنی کرنا پسند کریں گے؟

نوٹ: یہ مسئلہ فریقین میں مسلم ہے کہ تشریعی نبوت کا دعویٰ کفر ہے‘ خود مرزا قادیانی کی تصریحات اس پر موجود ہیں کہ: ”ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، ۲۳۱)

تشریعی نبوت کو قادیانی بھی بند مانتے ہیں۔ اختلاف صرف نبوت غیر تشریعی کے بارے میں ہے کہ آیا وہ جاری ہے یا وہ بھی ختم ہوگئی‘ اس لئے اب اس کے متعلق فریق مخالف سے چند سوالات ہیں۔

۱...... مرزا نے اول اپنی کتابوں میں تشریعی نبوت کے دعویٰ کو کفر قرار دیا اور پھر خود صراحتاً تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا۔ زیر آیت: ”ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ...... “ دیکھو! (اعجاز احمدی ص۷، روحانی خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) کیا یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں؟ کیا مرزا اپنے اقرار کی بناء پر کافر نہ ہوا؟

۲...... جب مرزا قادیانی تشریعی نبوت اور مستقل رسالت کا مدعی ہے تو پھر اس کا خاتم النبیین میں یہ تاویل کرنے اور غیر تشریعی نبی مراد لینے سے کیا فائدہ؟

۳...... نصوص قرآنیہ اور صدہا احادیث نبویہ سے مطلقاً نبوت کا انقطاع اور اختتام ثابت ہے‘ اس کے برعکس کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں کہ جس میں یہ بتلایا گیا ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت غیر مستقلہ کا سلسلہ جاری رہے گا‘ اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے؟

۴...... نبوت غیر مستقلہ کے ملنے کا معیار اور ضابطہ کیا ہے؟

۵...... کیا وہ معیار حضرات صحابہؓ میں نہ تھا؟ اور اگر تھا جیسا کہ مرزا کا اقرار ہے تو وہ نبی کیوں نہ بنے؟

۶...... اس چودہ سو سال کی طویل و عریض مدت میں' ائمہ حدیث و ائمہ مجتہدین' اولیاء' عارفین' اقطاب وابدال' مجددین میں سے کوئی ایک شخص ایسا نہ گزرا جو علم وفہم ولایت و معرفت میں مرزا کے ہم پلہ ہوتا؟ اور نبوت غیر مستقلہ کا منصب پاتا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت میں سوائے قادیان کے دہقان کے کوئی بھی نبوت کے قابل نہ تھا؟۔

۷...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے بعض ان میں سے تشریعی نبوت کی مدعی تھے' جیسے صالح بن ظریف اور بہاء اللہ ایرانی اور بعض غیر تشریعی نبوت کے مدعی تھے جیسے ابوعیسیٰ وغیرہ' تو ان سب کے جھوٹا ہونے کی کیا دلیل ہے؟

سوال نمبر۴

مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں سورۂ صف کی آیت:۱۰ کے حوالہ سے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے' چنانچہ لکھتا ہے:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے' وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا' اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص ۴۹۸'۴۹۹' روحانی خزائن ج۱ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی کی عبارت غور سے پڑھ کر صرف اتنا بتایئے کہ مرزا نے قرآن کریم کے حوالہ سے جو لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے' یہ سچ تھا یا جھوٹ؟ صحیح تھا یا غلط؟۔

ایک اہم نکتہ

مرزا قادیانی ۱۸۹۱ء تک کہتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے' اس کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ وہ مر گئے ہیں دوبارہ نہیں آئیں گے' مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ ان دونوں متضاد خبروں میں ایک سچی تھی اور دوسری جھوٹی' قادیانی کہتے ہیں کہ پہلی جھوٹی تھی اور دوسری سچی۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پہلی خبر کہ (عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے) سچی تھی اور بعد والی خبر (وفات) جھوٹی تھی' خلاصہ یہ ہوا کہ ایک خبر سچی اور ایک جھوٹی اور یہ طے شدہ امر ہے کہ:

جھوٹی خبر دینے والا شخص جھوٹا کہلاتا ہے۔ لہٰذا دونوں فریق اس پر متفق ہوئے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا۔

ایک اور قابل غور نکتہ

یہ تو آپ نے ابھی دیکھا کہ دونوں فریق مرزا کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں' آیئے اب یہ دیکھیں کہ دونوں

میں کون سا فریق مرزا کو ’’بڑا جھوٹا‘‘ مانتا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ ابتداً سے ۱۸۹۱ء تک مرزا قادیانی اپنی زندگی کے پچاس برس تک سچ بولتا رہا‘ آخری سترہ سالوں میں وفات مسیح کا عقیدہ ایجاد کر کے اس نے جھوٹ بولنا شروع کیا‘ اس کے برعکس قادیانیوں کا کہنا یہ ہے کہ مرزا اپنی زندگی کے پچاس برس تک جھوٹ بکتا رہا اس لئے کہ قادیانیوں کے نزدیک پہلے والی خبر جھوٹ تھی اور آخری سترہ سال میں اس نے سچ بولا۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا کے سچ کا زمانہ پچاس سال اور جھوٹ کا زمانہ صرف آخری سترہ سال اور قادیانیوں کے نزدیک مرزا کے جھوٹ کا زمانہ پچاس سال اور اس کے سچ کا زمانہ صرف سترہ سال ہے۔ بتایئے! دونوں میں سے کس فریق کے نزدیک مرزا ’’بڑا جھوٹا‘‘ نکلا؟ قادیانی اس نکتہ پر ضرور غور کریں۔

ایک اور لائق توجہ نکتہ

مسلمان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی پچاس سال تک سچ کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے‘ لیکن پھر شیطان نے اس کو بہکا دیا اور شیطان کے بہکانے سے یہ کہنے لگا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے بلکہ میں خود مسیح موعود بن گیا ہوں‘ اور قادیانی کہتے ہیں گو وہ پچاس سال تک جھوٹ بکتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے‘ لیکن پھر اس پچاس سال کے جھوٹے کو اللہ تعالیٰ نے (نعوذ باللہ) مسیح موعود بنا دیا‘ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ پچاس سال تک جھوٹ بولنے والا ’’مسیح موعود‘‘ بن جائے؟

ایک اور دلچسپ نکتہ

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسلمان اور قادیانی دونوں فریق اس پر متفق ہیں کہ مرزا جھوٹا تھا‘ ادھر مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ ’’مسیح کذاب‘‘ کہلائے گا لہٰذا دونوں فریق اس پر بھی متفق ہوئے کہ مرزا ’’مسیح کذاب‘‘ تھا۔

سوال نمبر۵

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا کہ سورۃ الصف کی آیت: ۱۰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پیش گوئی میں ابتداہی سے مجھے بھی شریک کر رکھا ہے۔

اس کے برعکس اعجاز احمدی میں لکھتا ہے کہ براہین احمدیہ میں:

’’مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘(صف:۱۰)‘‘

(اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

مرزا قادیانی کے یہ دونوں بیان آپس میں ٹکراتے ہیں۔ کیونکہ براہین میں کہتا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق عیسیٰ علیہ السلام ہیں‘ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اس میں شریک کر رکھا ہے اور اعجاز احمدی میں کہتا ہے: عیسیٰ

علیہ السلام کا اس پیش گوئی میں کوئی حصہ نہیں‘ بلکہ میں (مرزا قادیانی) ہی اس کا مصداق ہوں اور لطف یہ کہ دونوں جگہ اپنے الہام کا حوالہ دیا ہے‘ سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی بات سچی اور کون سی جھوٹی؟ اور کون سا الہام صحیح ہے اور کون سا غلط؟۔

سوال نمبر۶

مرزا قادیانی اعجاز احمدی میں لکھتا ہے: ’’پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے‘ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا‘ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے‘ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی (مرزا قادیانی) مسیح موعود ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس کے برعکس ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ میں لکھتا ہے:

’’و واللہ قد کنت اعلم من ایام مدیدۃ اننی جعلت المسیح ابن مریم‘ وانی نازل فی منزلہ‘ ولکن اخفیتہ‘ نظراً الی تاویلہ‘ بل ما بدلت عقیدتی وکنت علیہا من المتمسکین‘ وتوقفت فی الاظہار عشر سنین ‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۵۱)

ترجمہ:...... ’’اور اللہ کی قسم! میں ایک مدت سے جانتا تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم بنا دیا گیا ہے اور میں اس کی جگہ نازل ہوا ہوں‘ لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا‘ اس کی تاویل پر نظر کرتے ہوئے بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا‘ بلکہ اسی پر قائم رہا اور میں نے دس برس اس کے اظہار میں توقف کیا۔‘‘

ان دونوں بیانوں میں تناقض ہے‘ اعجاز احمدی میں کہتا ہے کہ بارہ برس تک مجھے خبر نہیں تھی کہ خدا نے بڑی شد و مد سے مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے‘ اور آئینہ کمالات اسلام میں کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح موعود بنا دیا گیا ہے‘ لیکن میں نے اس کو دس برس تک چھپائے رکھا‘ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات صحیح ہے اور کون سی غلط؟ کون سی سچ ہے اور کون سی جھوٹ؟

سوال نمبر۷

مرزا‘ اعجاز احمدی میں لکھتا ہے: ’’خدا نے میری نظر کو پھیر دیا‘ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے‘ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی‘ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا‘ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا؟ اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا؟۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۷، روحانی خزائن ج ۱۹، ص ۱۱۴)

اس عبارت میں مرزا اقرار کرتا ہے کہ اس نے خدا کی وحی کو بارہ برس تک نہیں سمجھا اور خدا کی وحی کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا عقیدہ لکھ دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ جو شخص بارہ برس تک وحی الٰہی کا مطلب نہ سمجھے اور وحی الٰہی کے خلاف بارہ برس تک جھوٹ بکتا رہے' کیا وہ مسیح موعود ہوسکتا ہے؟۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی شخص کا وحی الٰہی کے خلاف جھوٹ بکنا اس کے جھوٹا ہونے کی عظیم الشان دلیل ہے یا مرزا کے بقول اس کی سچائی کی؟۔

سوال نمبر ۸

مرزا' آئینہ کمالات اسلام میں قسم کھا کر کہتا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مسیح ابن مریم بنادیا تھا۔'' (آئینہ کمالات ص۵۵۱، روحانی خزائن ج۵ ص۵۵۱) لیکن اس کے برعکس ازالہ اوہام میں کہتا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں بلکہ مثیل مسیح ہوں اور یہ کہ جو شخص میری طرف مسیح ابن مریم کا دعویٰ منسوب کرے وہ مفتری اور کذاب ہے' چنانچہ ''علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ'' کے عنوان سے لکھتا ہے:

''اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہوکر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے' جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں' یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں' جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کردیا تھا' جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا' میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہورہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص۱۹۰، روحانی خزائن ج۳ ص۱۹۲)

سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی آئینہ کمالات اسلام میں درج عبارت کی رو سے خود کہتا ہے کہ خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنادیا ہے تو ازالہ اوہام کی عبارت کی رو سے خود مفتری اور کذاب ثابت ہوا یا نہیں؟ اور یہ کہ جو لوگ مرزا کو مسیح موعود کہتے ہیں' مرزا کے بقول ''کم فہم لوگ'' ہیں یا نہیں؟۔

سوال نمبر ۹

مرزا بشیر احمد ایم اے، سیرۃ المہدی میں لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا' جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکا دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا' پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کردیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا' حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہوجائیں' اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہوگئے۔'' (سیرۃ المہدی ج۱ ص۴۳، ایڈیشن دوم)

مرزا قادیانی نے باپ کی پنشن میں خیانت کی' کیا ایسا شخص خدا کی وحی پر امین ہوسکتا ہے؟ کیا ایسا شخص جو خائن' چور اور بزدل ہو' وہ مسیح ہوسکتا ہے؟۔

سوال نمبر۱۰

مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں لکھتا ہے:

’’یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے‘ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں‘ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی‘ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے‘ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، مندرجہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی متواتر ہے‘ ادھر مرزا کا کہنا یہ ہے کہ: ’’میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں‘ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

پس جو لوگ مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر پیش گوئی کا مصداق قرار دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح ہے تو کیا وہ مفتری اور کذاب ہیں یا نہیں؟۔

سوال نمبر۱۱

مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہے یا خلاف؟ اگر مطابق ہے تو برائے مہربانی وہ احادیث جن میں مرزا صاحب کی علامات بیان فرمائی گئیں ہیں مع حوالہ کتب تحریر فرمائیں؟۔

سوال نمبر۱۲

مرزا قادیانی (اربعین نمبر۳ ص ۱۷، مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴) پر فرماتے ہیں:

’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں‘ جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو:

۱:.......اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

۲:.......وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔

۳:.......اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔

۴:.......اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔

۵:.......اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج.......اور

۶:.......دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘

مسیح موعود کی یہ چھ علامتیں جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید اور حدیث سے منسوب کی ہیں‘ قرآن کریم کی کس آیت اور کس حدیث میں لکھی ہیں؟ اس کا حوالہ دیجئے؟۔

سوال نمبر۱۳

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص ۱۸۸، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹) پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔''

احادیث صحیحہ کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے' لہٰذا مسیح موعود کی ان دو علامتوں کہ (۱) صدی کے سر پر آئے گا' اور (۲) چودھویں صدی کا مجدد ہوگا کو جو مرزا صاحب نے احادیث صحیحہ کے حوالے سے لکھا ہے' کے بارے میں کم از کم تین تین احادیث کا حوالہ دیجئے؟۔

سوال نمبر ۱۴

(شہادۃ القرآن ص ۴۱، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) پر لکھتا ہے:

''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان احادیث پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں' مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ: ''ہذا خلیفۃ اللہ المھدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے' جو ایسی کتاب میں درج ہے' جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

ہمارے سامنے صحیح بخاری کا جو نسخہ ہے' اس میں تو یہ حدیث: ''ہذا خلیفۃ اللہ المھدی'' کہیں نہیں ہے' لیکن جس طرح مرزا قادیانی کے گھر میں قرآن کریم کا ایسا نسخہ تھا' جس میں: ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' لکھا تھا۔ (ازالہ اوہام ص:۷۶ تا ۷۷' روحانی خزائن ج:۳' ص:۱۴۰ حاشیہ)' اسی طرح شاید ان کے مسیح خانہ میں کوئی نسخہ صحیح بخاری کا ایسا بھی ہو جس میں سے دیکھ کر مرزا صاحب نے یہ حدیث لکھی ہو۔ بہر حال اگر مرزا قادیانی نے صحیح بخاری شریف کا حوالہ صحیح دیا ہے تو ذرا اس صفحہ کا عکس شائع کر دیں اور اگر جھوٹ دیا ہے تو یہ فرمائیے کہ جو شخص صحیح بخاری جیسی معروف و مشہور کتاب پر جھوٹ باندھ سکتا ہے' وہ اپنے دعوئ مسیحیت میں سچا کیسے ہوگا؟۔ کیونکہ مرزا قادیانی ہی کا ارشاد ہے کہ ''ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۲۲، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

سوال نمبر ۱۵

مرزا قادیانی (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۲ ص ۱۵۹، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۳) پر لکھتے ہیں:

''اس کے (یعنی مسیح موعود کے) مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کرے گی' یعنی پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے اور انسانیت حقیقی صفحۂ عالم سے مفقود ہو جائے گی' وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے' اور نہ حرام کو حرام' پس ان پر قیامت قائم ہوگی۔''

فرمائیے! مرزا قادیانی کے وجود میں ''مسیح موعود'' کی یہ خاص علامت پائی گئی ہے؟ کیا ان کے مرنے کے بعد جتنے انسان پیدا ہوئے وہ سب وحشی ہیں؟ اور انسانیت صفحۂ ہستی سے مٹ گئی ہے؟ کیا کوئی بھی حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے والا دنیا میں موجود نہیں؟۔

اگر مرزا قادیانی میں یہ علامت نہیں پائی گئی تو وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ اور اگر پائی گئی ہے تو دور کے

لوگوں کا تو قصہ جانے دیجئے خود قادیانی جماعت کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیا یہ بھی وحشیوں کی جماعت ہے؟ کیا ان میں حقیقی انسانیت قطعاً نہیں پائی جاتی؟ اور ان کو حلال وحرام کی کچھ تمیز نہیں؟۔

سوال نمبر۱۶

مرزا قادیانی مسیح بنے تو انہوں نے اپنے گھر میں دجال بھی گھڑ لیا۔ یعنی پادری۔ یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں:

ایک! یہ کہ پادری تو دنیا میں پہلے سے موجود تھے بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے بھی پہلے اور ان کے مشرکانہ عقائد ونظریات بھی پہلے سے چلے آ رہے تھے' جس پر قرآن کریم گواہ ہے مگر دجال کو تو قتل کرنا تھا جب کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے مکمل ایک صدی ہو رہی ہے' اور ان کا دجال ابھی تک دنیا میں دندنا تا پھر رہا ہے' مسیح موعود کی یہ علامت مرزا صاحب پر کیوں صادق نہیں آتی؟۔

دوسرے! دجال کو دنیا میں صرف چالیس دن رہنا تھا' جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے' مگر مرزا قادیانی کے خود ساختہ دجال کا چلہ ابھی تک پورا ہی ہونے میں نہیں آیا۔

تیسرے! مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں' یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں' پس مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے' تو میں جھوٹا ہوں۔

پس دنیا کیوں مجھ سے دشمنی کرتی ہے' وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی' (اللہ تعالیٰ اس ذلت اور عبرتناک انجام سے بچائے' مرتب) اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا' اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

(اخبار البدر ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

دنیا گواہ ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے کے بعد دین اسلام کو ترقی نہیں ہوئی بلکہ ان کی کفریات کی وجہ سے تنزل ہی ہوا ہے' حقیقت تو یہ ہے کہ آج تک خود ان کی اپنی جماعت خارج از اسلام ہے' کیا قادیانی صاحبان سب دنیا کے ساتھ مرزا صاحب کے جھوٹا ہونے کی گواہی نہیں دیں گے؟۔ فرمایئے۔

ان تصریحات کی روشنی میں ادنیٰ شعور رکھنے والا انسان بھی اس بات کی گواہی دے گا کہ مرزا اور مرزائی جماعت کا اسلام اور اہلِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور، بہرکیف یہ حق کو واضح کرنے کی ایک اہم کوشش ہے جو پیش خدمت ہے، خود پڑھیئے اور بھولے بھالے قادیانیوں کو دیجئے شاید کہ ان کا ایمان بچ جائے۔ واللہ ھادی الی سبیل الحق! اب مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے؟۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین!

مرزا قادیانی کا عظیم الشان کارنامہ ...... ابدی غلامی!

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ

خداوند تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی نجات کے لئے ہر زمانہ میں رسول مبعوث فرمائے۔ حتیٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ نے دو جبر دتی نظاموں کے خاتمہ کا اعلان فرمایا:

اذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده! ساری دنیا پر یہی دو نظام تھے جنہوں نے انسانیت کے وقار کو خاک میں ملایا ہوا تھا۔ محمد ﷺ کی مقدس تعلیم اور آپ ﷺ کے پاک جذبہ حریت نے اس کا ابدی خاتمہ کر کے انسان کو آزادی کامل سے نوازا۔ یہی مقصد ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کا رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے یہی مطالبہ کیا تھا کہ: ''ارسل معنا بني اسرائيل ولا تعذبهم'' الغرض نبی کا سب سے بڑا کام یہی ہوا کرتا ہے کہ وہ جبر دتی نظام ظالمانہ وقار کو تار تار کر کے اشرف المخلوقات کو آرام اور سکون بخشے۔ بلکہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہوں گے کہ نبی کا تو بہت ہی بلند مقام ہے۔ ذرا سا درددل رکھنے والا اللہ کا بندہ بھی اپنا فرض عین سمجھتا ہے کہ وہ ظالمانہ حکومت کا مقابلہ کرے۔ الا ان اولياء الله لاخوف عليهم ولاهم يحزنون!

فرعون کے وہ جادوگر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے برسر پیکار تھے ایمان لانے کے بعد اتنے بے خوف ہوگئے کہ فرعون کو صاف کہہ دیا کہ تو صرف یہی کر سکتا ہے کہ ہماری دنیاوی زندگی کا فیصلہ صادر کر دے۔

انما تقضى هذه الحياة الدنيا! جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''علماء امتي كا نبياء بني اسرائيل'' اور دوسری جگہ فرمایا کہ: ''افضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر'' اسی جذبے سے متاثر ہو کر ابوالحسن خرقانیؒ نے سلطان محمود غزنویؒ کو ہندوستان پر حملہ کا حکم فرمایا۔ تاکہ ظالم گوسالہ پرستوں سے اللہ کے ماننے والوں کو نجات ملے۔ یہی وہ تڑپ تھی جس نے مجدد الف ثانیؒ کو جہانگیر جیسے مسلمان (مگر غیر عامل) بادشاہ کے مقابل کر دیا۔ پھر فاتحان ہند اور موسس پاکستان سید احمد اور سید اسماعیلؒ نے اسی امنگ بلکہ اسی عقیدت سے سرشار ہو کر باطل کے مقابلہ میں جان تک نثار کر دی۔ علامہ جمال الدین افغانی ساری عمر مسلمانوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتے رہے۔ مگر باطل کی غلامی گوارہ نہ کی۔ اس حقیقت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو بالفاظ قادیانی مرزائیوں کے نبی تھے اور اس نے خود بھی کہا کہ هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ اس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ:

آنکہ	داد	است	ہر	نبی	راجام

داد	آں	جام	را	مرا	بہ	بتمام

اور بتاویل پیغامیہ مجدد تھے۔ ضروری اور لازم تھا کہ وہ ہر باطل کے مقابلہ پر کمر بستہ ہو جاتے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بالکل برعکس ہے۔

اقبال مرحوم نے اس سارے فلسفے اور اس کی ساری تعلیم کو صرف ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں

گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است

اب اسی شعر کی تشریح مرزائیوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا بشیر احمد کا کہنا ہے کہ سکھوں کے زمانہ میں بھی ان کے بزرگوں نے وفاداری کا اعلان کیا اور اعزاز و اکرام حاصل کئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ’’ہمارے دادا مرزا غلام مرتضٰی مہاراجہ کی اجازت سے قادیان واپس آگئے اور باوجود زخم خوردہ ہونے کے ملک کے امن کی خاطر اور خاندانی روایات کی بنا پر ملک کی قائم شدہ حکومت کے ہمیشہ وفادار رہے۔‘‘ (الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۲۷ء)

چنانچہ انگریزوں سے وفاداری اور ان کا خود کاشتہ پودا ہونا۔ ان کی سلطنت کو مکہ مدینہ سے اشرف اور قابل شکر سمجھنا۔ یہ سب کچھ اس قدر کثرت سے شائع ہو چکا ہے کہ حوالہ کی ضرورت نہیں۔ انگریزوں کی حکومت کو مٹانے کے لئے جو تحریک بھی اٹھی اس کی مخالفت پر لاکھوں روپیہ اس لئے خرچ کیا گیا کہ انگریزوں کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ مرزا بشیر الدین نے خود اس کا اعتراف کیا جس کی شہادت مولوی محمد علی مرزائی امام جماعت لاہور نے دی ہے۔ چونکہ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی۔ اس لئے اس کی وفاداری لازم اور داخل ایمان تھی۔ مگر جب اسی نہرو کی حکومت قائم ہوگئی تو اب الفضل کی مدح سرائی ملاحظہ ہو:

☆...... ’’بے شک کانگریس کے اصول بڑے جمہوری تھے۔‘‘ (۱۳، اپریل ۱۹۴۸ء)

☆...... ’’ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب پھر کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ہر تقسیم اصولاً غلط ہے۔‘‘ (حوالہ مذکور)

☆...... ’’مسٹر گاندھی کی موت پر پیغام جو امیر مرزائیہ نے بھیجا۔ اس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا۔ خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔‘‘ (الفضل ۲، فروری ۱۹۴۸ء)

جب ہندو اور انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا تو مرزائیت کی دونوں شاخوں نے اس کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا۔ بلکہ سیاسیات سے علیحدہ رہنا ان کا ایمان ہے۔ بشیر الدین خلیفہ نے اقرار کیا ہے کہ: ’’ہم مذہبی لوگ ہیں۔ حکومتوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔‘‘

لاہوریوں کے امام مولوی محمد علی کا فیصلہ اب سن لیں: ’’یہ خدا کا فضل ہے جو سیاسی ہوا چلی ہے۔ اس سے آپ باہر ہیں۔ خدا کا احسان ہے کہ تمہاری جماعت اس زہریلی ہوا سے بچی ہوئی ہے۔‘‘ (پیغام صلح ۲۲ دسمبر ۱۹۴۸ء)

ہندوؤں کے مظالم سے جان بچانے کے لئے مسلمانوں نے جو دفاعی کاروائی کی مرزائیوں کے نزدیک یہ سب کچھ ملحدانہ تحریکوں کا نتیجہ ہے:

’’لیکن یہ مذہب کے تفرقہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ مذہب پر یہ سراسر بہتان باندھا گیا ہے۔ یہ سب کچھ انہیں ملحدانہ تحریکوں کا کارنامہ ہے۔ اگرچہ مذہب کے نام پر سرانجام دیا گیا ہے۔‘‘ (الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء)

یہ ملحدانہ تحریک کس تحریک کا خطاب ہے؟۔ آپ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس تعلیم کے زیر اثر وزیر خارجہ پاکستان ظفر اللہ خان ہندوستان اور پاکستان دونوں کو فسادات کا پورا پورا شریک قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف انٹرنیشنل آفیسرز کے سالانہ ڈنر کے موقع تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

''تقسیم کے بعد ہندوستان اور پاکستان میں مسابقت کی جنگ جاری رہی ہے اور دونوں نے دنیا کے سامنے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ برائی اور ظلم میں ان میں سے کون دنیا کے سامنے مثال قائم کرسکتا ہے۔''

(نوائے وقت ۲۰ جنوری ۱۹۴۹ء)

غرضیکہ مرزائیت کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ جو حکومت قائم ہو خواہ کافر ہو یا مسلمان، ظالم ہو یا عادل، اس کی فرمانبرداری لازم اور ضروری ہے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا آزادی کے لئے جدوجہد کرنا حرام ہے۔ اسی لئے فریضہ جہاد کو حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ مرزا بشیر الدین نے لکھا ہے کہ:

''ہم صرف انگریزوں کے فرمانبردار نہیں۔ بلکہ افغانستان میں افغانی حکومت کے، مصر میں مصری حکومت کے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں ان کی حکومتوں کے فرمانبردار اور مددگار ہیں۔'' (الفضل ۲۹، اکتوبر ۱۹۴۷ء)

ان بیانات کے ذکر کرنے سے مقصد اظہار یہ ہے کہ مرزائیت ہر حکومت کی وفاداری شرط ایمان سمجھتی ہے۔ خواہ وہ کیسی ہی حکومت کیوں نہ ہو۔

ان مختصر سے حوالہ جات سے معلوم ہوگا کہ مرزائیت کی تحریک ابدی غلامی کی ایک زنجیر ہے۔ اس میں حریت کا جذبہ، آزادی کا شائبہ تک موجود نہیں ہے۔ ایسی تحریک سے نہ تو ملت کو نفع پہنچ سکتا ہے اور نہ ملک کو۔ بلکہ ایسی تحریکات نقصان دہ ثابت ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ آج بھی پاکستان کے کسی میدان سرفروشی میں ان کا حصہ موجود نہیں ہے۔ اقبال مرحوم کا نصیحت آمیز شعر اس سارے مضمون کا خلاصہ ہے۔

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

ختم نبوت کنونشن سرگودھا

جناح ہال سرگودھا میں سٹوڈنٹس ختم نبوت کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ علمائے دیوبند نے مرزائیت کا ہمیشہ تعاقب کیا ہے۔ ہم اس راستے میں ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ مرزائی برطانیہ کا خود کاشتہ پودا امت مسلمہ کے اندر نفاق پیدا کرنے کے لئے ہے۔ نوجوان فتنہ قادیانیت سے عوام کو باخبر کرنے کے لئے جدوجہد کریں اور عظمت ناموس رسالتؐ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ ختم نبوت سرگودھا کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ ہم قادیانیت کا تعاقب معاشرے کے ہر طبقہ میں کریں گے۔ کالج، سکول، دکاندار، وکیل، انجینئر، ڈاکٹر، پروفیسر، صحافی، غرض ہر جگہ قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ کنونشن سے مولانا مفتی طاہر مسعود، مولانا مفتی عبدالمعید، بدیع الزمان ایڈووکیٹ سمیت کئی ایک رہنماؤں نے خطاب کیا۔ کنونشن کی صدارت مولانا مفتی عبدالمعید نے کی۔

حیات فیضؒ!

قسط نمبر:۴ مولانا خدا بخش ملتانی

مولانا فیض احمدؒ کی مدۃِ تعلیم:

حضرت مولاناؒ نے پہلے سال شوال ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء کو خیر المدارس میں داخلہ لیا، ایک سال جلالین کی جماعت کی کتابیں پڑھیں، دوسرے سال مشکوٰۃ شریف کی جماعت کی کتابیں پڑھیں، مشکوٰۃ شریف کی جماعت میں حضرت مفتی عبدالستارؒ بھی شریکِ اسباق تھے، تیسرے سال دورۂ حدیث شریف پڑھا، فراغت کے بعد درجۂ تکمیل میں شامل ہوگئے، درجۂ تکمیل میں تین ساتھی تھے، مولاناؒ، علامہ غلام رسولؒ اور مولانا مشتاق احمد دنیاپوریؒ اس سال تکمیل کے اکثر اسباق مولانا عزیز الرحمٰن ہزارویؒ پڑھاتے تھے، کبھی شام کے وقت استاذ مکرم کی طبیعت ناساز ہوتی تو فرماتے آج توقف کرلو، مولاناؒ کے دیگر ساتھیوں میں سے ایک ساتھی دبے دبے لفظوں میں کہتا ’’وھو المطلوب‘‘

مولاناؒ کے اساتذۂ حدیث:

مولاناؒ نے مشکوٰۃ شریف مولانا عبدالشکور کاملپوریؒ سے پڑھی انہوں نے براہ راست مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے پڑھی، بعض کتابیں مولانا عبدالجلیلؒ سے پڑھیں، مسلم شریف (تلمیذ مدنی) مولانا جمال الدین مردانیؒ سے پڑھی جو کہ کچھ عرصہ مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند میں مدرس بھی رہے ہیں، ابوداؤد شریف مولانا محمد نور میانوالیؒ سے جو کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ رشید تھے، اور ترمذی شریف مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی ملتانیؒ سے پڑھی، اور بخاری شریف خیر العلماء مولانا خیر محمدؒ سے، یہ تھے مولانا فیض احمدؒ کے خیر الاساتذہ قدس اللہ سرہم ونور قبورہم، اللہ تعالیٰ نے سب اساتذہ کو متنوع، فضائل وکمالات سے نوازا تھا کمالات میں تقریباً سب مشترک تھے۔ اتباع سنت، تقویٰ، زہد وتوکل، محنت وریاضت، حلم وبردباری، سادہ رہن سہن، سادہ لباس وپوشاک، سادہ خوراک، قوت لایموت تنخواہ پر گذر بسر اور صبر وشکر وغیرہ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

شب جمعہ:

مولانا قاری محمد ابراہیمؒ اور مولانا مفتی محمد عبداللہؒ کی ترغیب وتشویق پر مولاناؒ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شب جمعہ ابدالی مسجد میں گزارتے تھے، جو تبلیغی جماعت کا مرکز تھا، مسجد میں ایک جماعت کے تھوڑے سے ساتھی اپنے پروگرام میں مصروف رہتے، شمال کی جانب طلباء ایک گوشے میں کھڑے ہوکر اردو میں تقریریں کرتے، کبھی عربی بول چال کی مشق بھی کرتے، کبھی کھڑے ہوکر اپنے اسباق کا تکرار کرتے، اکثر جمعہ کی صبح کو واپس خیر المدارس آجاتے اور کبھی کبھار ایک دو میل تک جماعت کے ساتھ نصرت کے لیے چلے جاتے۔

نعمتِ تدریس:

تکمیل کے دوران شوال ۱۳۷۲ھ سے دو تین ماہ بعد مولاناؒ شب جمعہ کے لیے ابدالی مسجد گئے ہوئے تھے کہ مہتمم

صاحبؒ نے مولاناؒ کو یاد فرمایا۔ طلباء نے بتایا کہ وہ ابدالی مسجد گئے ہوئے ہیں، مولاناؒ جمعہ کی صبح کو مدرسے تشریف لائے تو طلباء سے پتہ چلا کہ مہتمم صاحبؒ نے یاد فرمایا تھا، مولاناؒ از خود حاضرِ خدمت ہوگئے، حضرتؒ نے فرمایا: کہ اب پڑھنا چھوڑ دو اور طلباء کو پڑھانا شروع کردو، دوسرے روز چند کتابیں مولاناؒ کے ذمہ لگادی گئیں، اور مولاناؒ نے پڑھانا شروع کردیا، یہ صورتِ حال مولاناؒ کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ تھی اور اللہ تعالیٰ کا انعامِ خاص تھا: ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' مولاناؒ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور خدمتِ علم دین میں مشغول بلکہ منہمک ہوگئے۔ مولاناؒ کھانا تو پہلے بھی مفت مدرسہ کے مطبخ سے وصول کرتے تھے اب چالیس روپے ماہانہ وظیفہ بھی مقرر ہوگیا، ایک ماہ بعد تیس روپے کا اضافہ ہوگیا یوں ۷۰ روپے ماہانہ باقاعدہ تنخواہ مقرر ہوگئی، ایک کمرہ برائے تدریس و آرام بھی مل گیا جو مندر کی شمالی جانب تھا۔

دستارِ فضیلت:

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تھی جس کی وجہ سے تقسیم اسناد و دستار بندی کے لیے خیر المدارس کا سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوسکا تھا۔ مولاناؒ کا نام بھی گذشتہ سال کے دورۂ حدیث کے طلباء میں تھا، ایک روز اچانک مہتمم صاحب نے ارشاد فرمایا: کہ تمام اساتذہ وطلباء دارالحدیث (قدیم) میں جمع ہوجائیں جب اجتماع کی صورت بن گئی، تو مولاناؒ کو حکم فرمایا کہ عربی میں تقریر کرو، اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب کے تحت مولاناؒ نے تعمیل ارشاد کے لیے تقریباً آدھ پون گھنٹہ عربی میں تقریر کی، موضوع تھا ''اسلام دینِ فطرت ہے'' کہ ساری کائنات تکوینی طور پر مسلمان ہے، حتیٰ کہ کافر کے اعضاء و جوارح بھی اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کے پابند ہیں، مثلاً زبان بولنے کے لیے، آنکھ دیکھنے کے لیے مامور ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن تکوینی اسلام غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے مدارِ نجات نہیں، مدارِ نجات تشریعی اسلام ہے جو اختیاری ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ • اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ .... الخ مذکورہ آیاتِ مبارکہ تقریر کا محور تھیں تقریر کے بعد مہتمم صاحبؒ اپنے مبارک ہاتھ سے صرف مولانا فیض احمدؒ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی، پھر سب اساتذہ کرامؒ وطلباء اعزہ کی دعا خیر پر یہ تقریب سعید اختتام پذیر ہوئی، مہتمم صاحبؒ طلباء کی سند میں خاص الفاظ لکھا کرتے تھے، جو صاحبِ سند کی استعداد کی طرف مُشعِر ہوتے، مہتمم صاحبؒ نے مولاناؒ کی سند میں یہ الفاظ تحریر کیے ''بَارِعٌ رَاشِدٌ فَائِقٌ عَلَی الْاَقْرَانِ فِی التَّحْرِیْرِ وَالْبَیَانِ اَھْلٌ لِلتَّعْلِیْمِ وَالْاِفَادَۃِ''

مشہور شخصیات جن کے بیانات آپؒ نے سنے:

مولاناؒ نے جن مشہور و معروف شخصیات کے بیانات وخطابات سنے ان میں مولانا قاری محمد طیبؒ، شیخ التفسیر ولی کامل مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مولانا علامہ سید شمس الحق افغانیؒ اور دیگر بعض حضرات شامل ہیں۔

تدریسِ اکثر کتبِ درسِ نظامی:

مولاناؒ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک تقریباً دس سال جامعہ خیر المدارس میں تدریسِ اکثر کتب درس نظامی کا شرف بخشا، مہتمم صاحبؒ کا دستور و معمول تھا کہ مدرس ایک کتاب کو کم از کم تین سال یعنی تین بار پڑھائے، مولاناؒ کا بھی اسی پر عمل رہا۔

متفق علیہ امامت:

ہمارے طالب علمی کے زمانے میں جبکہ ابھی مسجدِ خیرالمدارس تعمیر نہیں ہوئی تھی اور مولانا خیر محمدؒ حیات تھے، مولانا فیض احمدؒ ہی پانچوں وقت کی نماز میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے، نہایت وقار کے ساتھ ہلکی پھلکی مختصر نماز پڑھاتے تھے، ان کی امامت اس طرز کی بنا پر متفق علیہ امامت تھی کہ سب خوش تھے اور مطمئن تھے، اس زمانے کے تقریباً تمام اساتذۂ خیرالمدارس کا یہی نظریہ تھا اور اب بھی ہے۔

متفق علیہ تدریس:

امامت کی طرح مولاناؒ کی تدریس بھی متفق علیہ تھی کہ ہمیشہ طلباءِ علم مطمئن اور خوش رہتے، مطالعہ کرکے نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ اسباق پڑھاتے، شوال میں جب طلباء کو یہ معلوم ہوتا کہ فلاں سبق ہمارا مولاناؒ کے پاس ہے تو خوشی سے پھولے نہ سماتے اور باغ باغ نظر آتے، اس اچھی پرخلوص تدریس میں بناوٹ اور تکلف کو کچھ دخل نہ تھا، اور نہ کبھی تعلّی کرتے ہوئے نظر آئے۔ یہ ہیں ہمارے پیارے، محبوب ترین استاذ محترم حضرت مولانا فیض احمد، رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً ورزقہ اللّٰہ جنات الفردوس بفضلہ، بندہ ہر سال اپنے عزیزانِ دورۂ حدیث کو کہا کرتا تھا کہ مولاناؒ کی بار بار زیارت کیا کرو، مولاناؒ کی زیارت سے تمہارے علم میں خیروبرکت پیدا ہوگی، یہ بندہ کی رائے علی وجہ البصیرت ہے، اللہ تعالیٰ مولاناؒ کے فیض کو تاقیامت جاری وساری رکھے، بحمداللہ جاری وساری ہے اور ان شاءاللہ تاقیامت جاری وساری رہے گا۔ جملۂ معترضہ کے طور پر ایک لطیفہ بھی سنتے جایئے، ہم سب ساتھی مولاناؒ سے سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوئے تو مولاناؒ نے ہمیں یہ لطیفہ سنایا اور اللہ تعالیٰ کی توفیقِ جواب پر بہت خوش تھے۔ ہوا یوں کہ ہمارا سبق شروع ہونے سے پہلے چند آدمی خاص وضع کے لباسِ جدید میں آئے اور باتوں باتوں میں مولاناؒ سے سوال کیا کہ آپ کی تحصیل کہاں کی ہے؟ مولاناؒ دیہاتی وضع کے آدمی تھے، پہلے تو مولاناؒ نے فرمایا: کہ تحصیل میلسی ہے، لیکن اس جملے کو ادا کرتے ہی فوراً متنبّہ ہوا، چنانچہ جملہ کے ختم ہوتے ہی فوراً فرمایا: کہ ”اور میں فارغ التحصیل جامعہ خیرالمدارس کا ہوں“ اپنے اس ذہانت بھرے جواب پر بہت شاداں وفرحاں تھے۔ مولانا خیر محمدؒ، ایسے جوہرِ قابل کو بھلا کب جانے دیتے تھے، فارغ ہوتے ہی فوراً جامعہ خیرالمدارس میں مدرس رکھ لیا۔

مدّتِ تدریس:

مولاناؒ نے پہلے تین سال خیرالمدارس میں اگرچہ تعلّم کے گذارے لیکن ان سالوں میں نیچے کے درجات کو کچھ اسباق بھی پڑھاتے رہے، شہیدِ ملت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اسی زمانے کے ہی مولاناؒ کے شاگرد ہیں۔ پھر فراغت کے بعد خیرالمدارس میں دس سال باقاعدہ تدریس کی، تو کل تیرہ سال خیرالمدارس میں مقیم رہے اور جامعہ قاسم العلوم میں پچیس سال جزوقتی تدریس کی، جامعتین میں تدریس کی کل مدت ۳۵ سال بنتی ہے، اس کے بعد دو سال اپنے قائم کردہ مدرسہ امدادالعلوم میں تنہا دورۂ حدیث کے اسباق پڑھائے، پھر تصنیف کی طرف متوجہ ہوئے اور بے مثال کام کیا، اسی دوران بعد میں جامعہ خیرالمدارس میں ۷ سال ترمذی شریف پڑھاتے رہے، آپؒ نے تقریباً پچاس سال تدریس کی ہے، نہایت ہی بابرکت انسان تھے: تاقیامت باد فیضش عام تام!

سراپا اخلاص:

تقریباً ہر عالم دین اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے اخلاص کے ساتھ خدمتِ علم دین کرتا ہے، لیکن بعض علماء پر تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوتا ہے کہ وہ سراپا اخلاص ہی اخلاص ہوتے ہیں، جیسے قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا مفتی فقیر اللہ ؒ، مولانا عبداللہؒ ساہیوال ودیگر اکابر، مولانا فیض احمدؒ بھی اسی قافلۂ مخلصین کے ایک فردِ فرید تھے، تقریباً ۵۰ سال خیرالمدارس، قاسم العلوم اور امدادالعلوم میں بلا تنخواہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، اور بروقت اپنے سبق میں تشریف لاتے اور تقریباً پوری مدتِ تدریس میں ایک ناغہ بھی نہیں: ایں کار از تو آمد و مرداں چنیں کنند!

تواضع مع الاخلاص:

عزیز مولوی فرحان سلمہ شریک دورۂ حدیث اور اس کے ایک اور ساتھی حبیب نجار (الجزائری) مولاناؒ کو ویلچیئر پر گھر سے مدرسے لا رہے تھے، راستے میں مولانا عبدالحمید صاحب استاذِ خیرالمدارس ملے اور مصافحہ کے بعد پوچھا کہ آپ کس کا علاج کرا رہے ہیں؟ مولاناؒ ان کو پہچانتے نہ تھے، فرمایا: کہ اس وقت اس سوال کے جواب کی فرصت نہیں اور یہ وقت میرے پاس امانت ہے، اور ساتھیوں سے فرمایا کہ چلو بھائی! واپسی پر مولاناؒ نے استفسار کیا کہ یہ کون صاحب تھے؟ دونوں ساتھیوں نے جواب دیا کہ یہ جامعہ خیرالمدارس کے نئے استاذ تھے، مولاناؒ نے افسوس کیا اور فرمایا: کہ مجھے ان کے پاس لے چلو! چنانچہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور بڑے اخلاص سے معذرت کی اور مسلسل اسی طرح تین دن جاتے رہے اور معذرت کرتے رہے۔ حالانکہ مولانا عبدالحمید صاحب مولاناؒ کے چھوٹے شاگردوں کی جگہ تھے۔ اسی طرح عزیز فرحان کے ساتھی اور اپنی جماعت کے امیر عزیز مولوی محمد منیر سلمہ دورانِ سبق کچھ لکھ رہے تھے، مولاناؒ کی اچانک نظر پڑی اور جلال میں آ کر فرمایا: کہ کھڑے ہو جاؤ! ساری کلاس مڑ کر دیکھنے لگی مولاناؒ نے پھر اسی طرح جلال والے انداز میں فرمایا: کہ میں تمہیں کہہ رہا ہوں! وہ امیر صاحب کھڑے ہو گئے مولاناؒ نے سخت ترین الفاظ میں ڈانٹا سبق سے فراغت کے بعد فرمایا: کہ کیا لکھ رہے تھے؟ اس نے جواباً عرض کی کہ حضرت! آپ کے ملفوظات لکھ رہا تھا تو اس پر مولاناؒ نے ان کو دوبارہ کھڑا کیا اور اس سے معذرت کی اور برابر تین دن تک معذرت کرتے رہے۔

شرفِ بیعت:

شروع زمانۂ تدریس میں مولاناؒ نے مولانا خیر محمدؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف پابندی سے پورے کرتے رہے، حضرتؒ کی وفات کے بعد حضرت شیخ الحدیث محمد زکریاؒ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور ان کے بتائے ہوئے اوراد کو بھی پڑھتے رہے، آپؒ کے وصال کے بعد مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک سے بیعت کا تعلق قائم کیا۔ ان کی وفات کے بعد مولاناؒ نے شاہ سیادت سید نفیس الحسینیؒ کی خدمت میں اپنی تربیت کے سلسلے میں ایک عریضہ لکھا۔ حضرتؒ نے جواب میں شرفِ قبولیت کے ساتھ ساتھ خلافت کا اعزاز بھی مرحمت فرمایا دیا یہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کا واقعہ ہے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

مولانا محمد عبداللہ منیر کا روزنامہ ایکسپریس کے ایڈیٹر کے نام کھلا خط

السلام علیکم ورحمتہ اللہ مزاج گرامی!

روزنامہ ایکسپریس بتاریخ یکم جنوری ۲۰۰۹ء کو خصوصی ایڈیشن شائع کیا گیا ہے جس میں پاکستان کے عنوان سے اہم قومی رہنماؤں اور مشاہیر کی تصویر اور سوانح حیات شائع کی ہے جس میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلمان ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمہ قادیانی تھا۔ پاکستان میں ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام یہ ملک چھوڑ کر چلا گیا۔ جب اس کو بلایا گیا تو اس نے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پیغام بھیجا کہ وہ پاکستان پر لعنت بھیجتا ہے (حوالہ غدار پاکستان) پاکستان کے ممتاز صحافی زاہد ملک نے اپنی کتاب اسلامی بم میں تحریر کیا ہے کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے انکشاف کیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے جوہری پروگرام کے بارے میں راز دنیا میں فاش کئے جس سے ملک کو شدید نقصان پہنچا۔ اس کو مسلمان تحریر کرنے پر اہل اسلام کے جذبات مجروح کئے گئے ہیں۔ براہ کرم! اس فاش غلطی پر وضاحت شائع کریں جس میں ڈاکٹر عبدالسلام کے مسلمان ہونے کی تردید ہو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہم امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی پر آپ کے اور تمام متعلقہ افراد کے خلاف قانونی کاروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔ اگر اس مراسلہ کے ملنے کے تین دن کے اندر وضاحت نہ کی تو ہم قانونی اور عدالتی کاروائی کریں گے۔ جس کے تمام حربے اور خرچ کے ذمہ دار آپ اور آپ کا ادارہ ہوگا۔ والسلام ...... مولانا عبداللہ منیر ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ۔

عالم اسلام امریکہ واسرائیل سے سفارتی تعلقات ختم کریں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے مرکزی رہنما حضرت علامہ احمد میاں حمادی اور دیگر رہنماؤں نے فلسطین پر اسرائیلی وحشیانہ بمباری کو عالمی قوانین کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے اس دہشتگردی میں امریکہ وبرطانیہ کو ملوث قرار دیا اور کہا کہ درحقیقت کفر ایک الگ قوم ہے۔ یہ کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔ عالم اسلام غیرت کا معاملہ کرے۔ عرب لیگ کے پاس تیل سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ وہ اسے کیوں استعمال نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ افسوس ہے پورے عالم اسلام پر کہ فلسطین پر بمباری رکوانے میں کسی اسلامی ملک نے کوئی کردار ادا نہیں کیا۔ پاکستان سمیت عرب ممالک نے صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا کیا۔ انہوں نے اقوام متحدہ کی جانب سے اسرائیلی بمباری کی مذمت کو ڈھونگ قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ امریکہ اور اقوام متحدہ نے کروایا ہے۔ امریکہ اور اقوام متحدہ عالم اسلام کے مسلمانوں کا خونی قاتل اور دشمن ہے۔ اسے کسی بھی مسلمان کے مرنے پر کوئی غم نہیں ہوتا۔ مولانا نے کہا کہ پاکستان میں اسرائیل کے جاسوس قادیانی ہیں اور اسرائیل میں قادیانیوں

کے دہشتگردی کے تربیتی کیمپ قائم ہیں۔ یہ سب حکومت پاکستان کو معلوم ہے۔ قادیانی ہی پاکستان پر اسرائیلی حملے کی راہ ہموار کریں گے۔ رہنماؤں نے کہا کہ تمام اسلامی ممالک اسرائیل وامریکہ سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کرکے ان کے سفیروں کو ملک بدر کردے۔

تتلے عالی گوجرانوالہ میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مدرسہ فیض الاسلام تتلے عالی میں تین روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ مجموعی طور پر دوسو سے زائد حضرات نے استفادہ کیا۔ ردقادیانیت کورس کے استاذ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر اور گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی نے مختلف مساجد میں خطبہ جمعہ دیا۔ کورس کا انتظام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی شاخ کے رہنماؤں نے کیا۔

سلانوالی میں مولانا محمد اکرم طوفانی کا خطاب

جامع مسجد غلہ منڈی سلانوالی میں مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کے دوران کہا کہ خون جگر دے کر ہم ختم نبوت کا تحفظ کریں گے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کہتے ہیں کہ حج کرنا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، روزہ رکھنا، جہاد کرنا، یہ تمام سنت نبویؐ ہے۔ لیکن ختم نبوت کا مسئلہ نبی پاکؐ سے متعلق ہے۔ اگر نبوت بدل جائے تو تمام شریعت بدل جائے گی۔ ہمارے نبی آخری نبی ہیں۔ مرزا قادیانی کے پیروکار نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم تو محمد رسول اللہ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ان سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

ختم نبوت کانفرنس سیدوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیدوالہ کے زیراہتمام جامع مسجد لال میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت صاحبزادہ طاہر الحسن شاہ صاحب نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالخالق، حاجی عبدالحمید رحمانی، جناب مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ، جناب حافظ مشتاق احمد، جناب صوفی خادم حسین، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، بھائی محمد افضل سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر خالد محمود شاہد نے سرانجام دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس ننکانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس مدرسہ دارالعلوم مدینہ ٹاؤن میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، معروف خطیب مولانا محمد اسماعیل شاہ کاظمی، مجلس لاہور کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، شیخوپورہ کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، حاجی عبدالحمید رحمانی، مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ، چوہدری محمد شفیق، قاری محمد الیاس، قاری محمد اقبال سمیت متعدد علمائے کرام نے شرکت کی۔ کانفرنس کی میزبانی قاری محمد ارشد نے کی۔ کانفرنس میں صفدر آباد، مانوالہ، رحیم نگر، گنگا پور اور قرب

وجوار کے علاقوں سے مسلمانوں نے وفود اور قافلوں کی صورت میں شرکت کی۔ الحمدللہ کانفرنس بہت کامیاب رہی۔

پشاور میں علماء وخطباء کا نمائندہ اجلاس

مدرسہ فیض القرآن والسنۃ نزد سائنس کالج پشاور علاقہ کے علماء وکرام وخطباء کا ایک نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خصوصی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سرحد جناب مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی اور ناظم مولانا نورالحق نور نے شرکت فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم، حضرت مولانا فیض اللہ، حضرت مولانا سراج الاسلام، حضرت مولانا ناصرالدین اور حضرت مولانا محمد جمیل نے اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے عالمی مجلس کی قادیانیت کے کفریہ ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف تبلیغی جدوجہد پر اکابرین مجلس کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور مجلس کو اپنی اپنی طرف سے مکمل بھرپور تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے حضرت مفتی صاحب اوران کے رفقاء کو اجلاس میں شریک ہونے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے فرمایا کہ خطباء حضرات اپنے اپنے خطاب جمعہ میں مسئلہ ختم نبوت پر بیان فرمائیں۔ مدرسین علماء کرام درس وتدریس کے ذریعہ اس اہم مسئلہ کی خصوصی طور پر وضاحت فرمائیں۔ ردقادیانیت کے سلسلہ میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر ہر مسجد میں تقسیم کیا جائے۔ نیز مناسب مواقع پر حضرت مفتی صاحب اوران کے رفقاء کو بھی مدعو کر کے عوام کو اس ارتدادی فتنہ کے متعلق اجتماعات کئے جائیں۔

دریا خان میں ماہانہ پروگرام

جامع مسجد صدیق اکبر میں ۱۰ رفروری کو ماہانہ ختم نبوت پروگرام ہوا۔ قاری محمد جہانگیر نے تلاوت کی اور قاری صدیق اکبر نے نعت پڑھی۔ قاری محمد صابر، مولانا محمد رمضان خطیب مسجد حیدری دریا خان نے خطاب کیا۔ مولانا محمد ساجد اقبال انصاری نے دعا کرائی۔

تربیتی نشست سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے خانقاہ عزیزیہ چک (11-L) میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر اور چک (181/9-L) میں ایک فکری وتربیتی نشست سے خطاب کیا۔ اس موقع پر پیر جی عبدالحفیظ، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری شبیر احمد کے علاوہ علماء اور حاضرین کی کثیر تعداد موجود تھی۔

فقیر کے تمام پروگرام منسوخ سمجھے جائیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام اس ماہ میں اتنے پروگرام زیر تکمیل ہیں کہ ان کی تیاری کے لئے فقیر کو ان حلقوں میں بہت سارا وقت دینا پڑے گا۔ اس لئے مدارس یا دیگر حضرات کو جلسوں کے لئے وقت دیا ہوا تھا وہ سب منسوخ سمجھا جائے۔ امید ہے کہ جماعتی مجبوری کے تحت اس عذر کو شرف قبولیت بخشا جائے گا۔

فقیر اللہ وسایا!

خادم ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ!

تبصرہ نگار: مولانا غلام رسول دین پوری

شہدائے اسلام (قدم بقدم) : مرتبین: جناب عبداللہ فارانی، جناب حافظ محمد اسحاق ملتانی:

صفحات:۵۹۲: قیمت: درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

اس کتاب کے عنوانات پر نظر ڈالئے۔

۱...... مقام شہادت۔	۲...... اسلام میں پہلی تلوار۔
۳...... اسلام کی پہلی شہیدہ۔	۴...... خلفاء راشدینؓ۔
۵...... صحابہ کرامؓ۔	۶...... صحابیاتؓ۔
۷...... شہدائے طائف۔	۸...... شہادت سیدنا حسینؓ۔
۹...... شہدائے خیر القرون۔	۱۰...... شہدائے ناموس رسالت۔
۱۱...... شہدائے ختم نبوت۔	۱۲...... شہدائے افغانستان۔
۱۳...... شہدائے کشمیر۔	۱۴...... شہدائے بالاکوٹ۔
۱۵...... شہدائے پاکستان۔	۱۶...... شہدائے لال مسجد۔

گویا عہد نبوت سے دور حاضر تک کے شہداء کا ایمان افروز تذکرہ پر مشتمل یہ کتاب ہے۔

اعمال دل مع احوال دل: مرتبین: جناب عبداللہ فارانی، حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات:۲۱۶:

قیمت: درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

ہمارے ممدوح حافظ محمد اسحاق ملتانی نے شیخ محمد صالح المنجد کی تالیف اعمال القلوب کا اردو ترجمہ ’’اعمال دل مع احوال دل‘‘ جو حضرت تھانویؒ، حضرت حکیم الاسلامؒ، حضرت مفتی اعظمؒ کے افادات وارشادات پر مشتمل ہے، کو یکجا کیا تو یہ کتاب تیار ہوگئی جو اہل ذوق کے لئے دوائے دل ہے۔

خطبات جمعہ (جلد۲): مرتب: صوفی محمد اقبالؒ: صفحات: جلد اوّل ۵۲۸، جلد دوم ۵۵۲:

قیمت: درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

محرم سے ذی الحجہ تک سال بھر کے خطبات جمعہ مختلف موضوعات پر اسی سے زائد اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔مختلف اکابرین اہل حق، بالخصوص حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خطبات کو نئی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔

خطباء کے خطبات جمعہ کے لئے نادر اور عام فہم تحفہ ہے۔ جو تاریخی واقعات، فضائل احکام و اداب، ترغیب و ترہیب کے بے شمار دلچسپ واقعات پر مشتمل ہے۔

پردہ ضرور کروں گی: مرتب: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات:۲۳۶: قیمت: درج نہیں: ناشر و ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان!

’’ہر مسلمان عورت کے دل کی پکار پردہ ضرور کروں گی‘‘ کتاب کا مکمل نام ہے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات، اکابر کے ارشادات، پردہ کے فوائد دینی ودنیاوی، پردہ کے متعلق نومسلم خواتین کے خوشگوار تجربات، بے پردگی کے مہلک نتائج، پردہ کے مسائل پر مشتمل یہ کتاب دینی لٹریچر میں مفید خوش کن اضافہ ہے۔

تحفۃ المدارس

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ میں تحفۃ المدارس نامی کتاب دو جلدوں میں شائع کی ہے۔ جلد اوّل کے صفحات ۶۲۴ اور جلد دوم کے ۵۶۸ ہیں۔ گیارہ صد بانوے صفحات پر مشتمل یہ کتاب دینی مدارس کے نظم وضبط، تعمیر وترقی، تعلیم وتربیت، استاذ، متعلم، مہتمم، منتظم، مدرسین، ملازمین کے جملہ مسائل پر اکابر کے صدیوں تجربوں کے نچوڑ پر دستاویز ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر ادارہ تالیفات اشرفیہ کے مہتمم مولانا حافظ محمد اسحاق ملتانی مبارک کے مستحق ہیں۔

توجہ فرمایئے کہ پہلی جلد کے مضامین کی فہرست تیس اور دوسری جلد کے مضامین کی فہرست چونتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ گویا اس کتاب کے مضامین کی فہرست چونسٹھ صفحات میں جاکر مکمل ہوئی تو کتاب کن کن مضامین کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ گویا سمندر کی لہروں سے اس کی گہرائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی، حضرت شیخ الہند، حضرت شیخ الاسلام، حضرت حکیم الامت، حضرت حکیم الاسلام، حضرت شیخ الحدیث، حضرت مفتی اعظمؒ، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا شاہ ابرار الحق، حضرت بنوری رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس عنوان سے متعلق تمام شہ پاروں کو جمع کرنے کا کام کتنا اہم اور لائق تحسین وتبریک ہے۔ آرٹ پیپر پر بعض مدارس کی تصاویر نے کتاب کے حسن کو اور دوبالا کردیا ہے۔ جلد اوّل کے ٹائٹل پر درود ابراہیمی کتابت نفیس کا عکس اور پھر کتاب کے نام سے یہ واضح طور پر سمجھ آتا ہے کہ مدارس دینیہ کی تمام تر بلند وبالا کاوشیں یہ سب رحمت عالم ﷺ کے امتی ہونے کے ناتے امت مسلمہ کو نصیب ہوئی ہیں اور ان کی تفصیل جمع کرنے کی توفیق حق تعالیٰ نے حافظ صاحب موصوف کو مرحمت فرمائی۔ فلحمد للہ!

جلد اوّل کی ترتیب میں اصل ماخذ کے طور پر جن کتب سے مدد لی گئی ان کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے۔ ان ساٹھ کتب کا نچوڑ وخلاصہ یہ کتاب ہے۔

۱...... مدارس دینیہ اور اکابر کا اخلاص۔ ۲...... مدیر ومدارس۔
۳...... علم اور اہل علم۔ ۴...... اہل علم کے لئے اسلاف کے اہم واقعات۔

۵...... اہل علم کو اکابر کی نصائح۔ ۶...... اکابر کی تواضع کے واقعات۔
۷...... مدرس اور مدارس۔ ۸...... اہل مدارس کو خلوص تربیت اور عمل کی ضرورت
۹...... چندہ اور مدارس۔ ۱۰...... چندہ کے متعلق اکابر کے واقعات استغناء۔
۱۱...... اہل علم کے لئے صحبت صالح اور اصلاح نفس کی فرضیت۔
۱۲...... طلباء کرام، طلباء کے سیاست میں حصہ لینے کے نقصانات۔
۱۳...... طلباء کو چند اہم ہدایات۔ ۱۴...... مطالعہ کتب کا دستور العمل۔

گویا ان پندرہ ابواب کی فہرست ہے۔ ان ہزاروں ہزار واقعات، نصائح وتجربات کو پھیلایا گیا تو دو جلدوں میں تحفۃ المدارس تیار ہوگی۔ پھر اکابر کی تحریرات کے عکس شائع کرنے پر سونے پہ سہاگے کا مصداق بنادیا گیا۔ پڑھیئے کہ پڑھنے کی چیز ہے۔ آخر میں حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ کی تحریر ملاحظہ فرمایئے۔ جو اس کتاب کی افادیت پر شہادت صادقہ ہے۔

عزیز محترم جناب محمد اسحاق صاحب۔

زیدت مکارمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

راحت نامہ کے ساتھ ''تحفۃ المدارس'' بھی آج کی ڈاک سے وصول ہوکر باعث مسرت ہوا۔ دینی مدارس سے متعلق ان کی تاریخ، طریقۂ کار، ان کی خوبیوں اور دیگر امور کو جس تفصیل سے آپ نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس کا کچھ اندازہ فہرست مضامین سے ہوا اور بعض مقامات پر کچھ مطالعہ کرنے کی بھی لذت ملی۔ ماشاء اللہ سرسری انداز میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی مفید کتاب ہے۔

میں اب نئی کتابیں جو آتی ہیں، اپنے پاس رکھنے کے بجائے دارالعلوم کراچی کی لائبریری میں جمع کرادیتا ہوں۔ کیونکہ اب نئی کتابوں کے مطالعہ کی نہ طاقت رہی نہ فرصت، صرف حسرت ہی رہ گئی ہے۔ لیکن اس ''تحفۃ المدارس'' کو میں کس دل سے لائبریری کے حوالے کردوں اور اپنے پاس نہ رکھوں۔ یہ فیصلہ آسان نہیں تھا۔ اس لئے یہ اپنے پاس رکھ رہا ہوں۔ اس امید پر کہ شاید وقتاً فوقتاً اس کے بعض حصوں کا مطالعہ کرنے کی مہلت مل جائے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو ترتیب سے پڑھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ جو صفحہ اور جو ورق بھی کھول لیں اس سے مفید مضمون مل جاتا ہے۔ جزاك الله احسن الجزاء! والسلام! محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ، رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی، ۲۷؍دسمبر ۲۰۰۸ء

کتاب میں اغلاط، مضامین وواقعات کا تکرار کا پیاں جوڑنے میں کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ اس پر کتاب کو آئندہ ایڈیشن میں نظر عمیق کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ توجہ سے پوری کتاب کو دوبارہ حرفاً مرتب خود پڑھیں تاکہ تسامحات کا تدارت ہوسکے۔

اسلام زندہ باد
فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی
ختم نبوت زندہ باد
چوتھی سالانہ عظیم الشان
ختم نبوۃ کانفرنس
سیالکوٹ
بمقام جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ رضی نیکا پورہ
مہمان خصوصی
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
شاہین ختم نبوۃ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
زیر صدارت
جناب پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب دامت برکاتہم
بتاریخ
20 مارچ 2009
جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء
علامہ حضرت مولانا نور الحسن انور صاحب قلعہ احمد آباد
تلاوت قاری عبد الستار صاحب سیالکوٹ
حضرت مولانا حافظ احمد مصدق قاسمی صاحب سیالکوٹ
حضرت مولانا عزیز الرحمن قاسمی سیالکوٹ
نعت خوان قاری عبد الرؤف پسروری
حضرت مولانا محبوب الہی صاحب ہزاروی
رد قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے
منجانب: (مولانا) فقیر اللہ اختر مبلغ و اراکین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ
0300-7442857

بسلسلہ ختمِ نبوۃ کانفرنس بادشاہی مسجد لاہور 11 اپریل بروز ہفتہ 2009
جامع مسجد عمر فاروقؓ مدرسۃ السکینہ للبنین والبنات شمع پارک گلی نمبر 3 سلامت پورہ لاہور
بالمقابل پوپی چرغہ ہاؤس جی ٹی روڈ
بیادِ محفل ذکرِ حبیبِ خدا ﷺ
رابعہ وقت شاگردۂ حضرت لاہوریؒ اہلیہ حضرت مولانا محمد اسحاق قادری
8 مارچ 2009 بروز اتوار بعد نماز عشاء انشاء اللہ
حضرت مولانا زاہد الراشدی
حضرت مولانا جمیل الرحمٰن اختر
ترجمانِ اہلسنت خطیبِ اسلام
حضرت مولانا عبد الکریم ندیم صاحب مدظلہ
خان پور
مولانا قاری محمد قاسم گجر صاحب
سید سلمان گیلانی صاحب لاہور
مولانا حافظ عبید اللہ انور صاحب
جناب صوفی نذیر احمد صاحب
جناب قاری راشد محمود کھوکھر صاحب
مولانا قاری محمد رفیق
حضرت مولانا عبد الرؤف فاروقی
حافظ محمد سلیم مہر صاحب
مہمانانِ خصوصی
نوٹ بعد نماز مغرب مجلس ذکر جانشین مفسر قرآن مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر قادری نقشبندی مجددی کرائیں گے
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حاجی نوید انجم ایم پی اے
حاجی محمد سعید صاحب
حاجی نور حسین صاحب
حاجی میاں امتیاز احمد
حاجی میاں اشتیاق احمد
جناب رضوان قمر صاحب
حاجی فرہاد حسین صاحب
شاہد سلیم چوہدری صاحب
جاوید محمود خان صاحب
میاں حماد صاحب
جناب طارق صاحب
الداعی حافظ عبید الرحمٰن معاویہ حافظ محمد زبیر جمیل اراکین انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ
0300 9496702
0321-8887383, 0300-4943217

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

ختم نبوت زندہ باد

اسلام زندہ باد

11 اپریل 2009 بروز ہفتہ بعد از نماز عصر

بمقام

بادشاہی مسجد لاہور

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

زیر صدارت

خواجہ خواجگان حضرت مولانا قطب الاقطاب مخدوم المشائخ خواجہ

خان محمد صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

مہمانِ خصوصی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق سکندر صاحب

دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور